لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

سوانح حیات

مع

حکایات و عملیات مدنی

جس میں

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی سوانح حیات کرامات حکایات اور آپکے مجرب عملیات درج ہیں

مرتبہ

اعجاز احمد خان سنگھانوی ایم اے

کتب خانہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری

۶۸۲ - بی، کورنگی کالونی ○ کراچی ۳۱ (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

تحقیق ان کے قصوں میں سمجھداروں کے لئے عبرت ہے

سوانحیات

مع

حکایات و عملیات مدنی

جس میں

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی سوانحیات، کرامات، ملفوظات، حکایات اور آپ کے مجرب عملیات درج ہیں

مرتبہ

اعجاز احمد خاں سنگھانوی (ایم۔ اے)

کتب خانہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ

۸۲-۶-بی- کورنگی کالونی کراچی (پاکستان)

اپریل سنہ ۱۹۷۳ء

قیمت [illegible] روپے مجلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

زیر نظر کتاب حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے حالات زندگی، حکایات، کرامات اور عملیات پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ کے سچے جانشین اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں شمار ہوتے ہیں، ان کے اوصاف و کمالات کوئی کیا لکھ سکتا ہے کسی کی کیا ہمت اور کیا مجال، پھر اگر کوئی جرأت بھی کرے اور دن رات ایک کرے، مدت دراز گذر جائے دفاتر پر ہو جائیں مگر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے اخلاق و عادات، عمل و عبادات اور مجاہدانہ خدمات پر بھی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ درحقیقت وہ قابل فخر ہستی تھے۔

آیندہ اوراق میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر علماء حق نقش حیات اور مکاتیب شیخ الاسلام مدنیؒ سے ماخوذ ہے اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع فرمائیں انشاء اللہ آیندہ تلافی کر دی جائے گی۔ والسلام

مورخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ
مطابق ۹ فروری ۱۹۷۳ء

اعجاز احمد خاں سنگھانوی
۲-۱۸ بی حضرت عثمان غنی روڈ کورنگی کراچی

سوانح حیات شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی
سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

پیدائش ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ گیارہ بجے شب بروز منگل بمقام قصبہ بانگر مئو ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے تاریخی نام چراغ محمد ہے۔

آبائی وطن موضع الہ داد پور تحصیل ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہے اس زمانہ میں حضرت مدنیؒ کے والد صاحب مرحوم قصبہ بانگرمئو میں اندو مڈل اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور کئی سال سے معہ متعلقین وہاں ہی مقیم تھے۔ ابتدائی پرورش بانگرمئو میں ہوئی۔

سلسلہ نسب آپ حسینی سید ہیں، آپ کا خاندان تقریباً انیس پشت پیشتر ہندوستان میں آیا۔

والد ماجد حضرت سید حبیب اللہ صاحب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کے خلیفہ راشد تھے[له]۔

حضرت کی والدہ محترمہ پابند شریعت بڑی صابر اور قانع خاتون تھیں۔ وہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی

[له] بعد وفات عالم رؤیا میں خلافت عطا ہوئی۔

قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت تھیں باوجود کثیر الاولاد ہونے کے وہ ہمیشہ شب خیز اور تہجد گزار تھیں۔ اخیر شب میں اٹھ کر صبح تک ذکر و شغل مناجات وغیرہ میں مشغول رہتی تھیں۔ ان کا اخیر تک معمول رہا کہ روزانہ دو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرتی تھیں امور خانہ داری میں اخیر تک نہایت جفاکش تھیں۔ ان کی محبت اولاد سے عاقلانہ تھی اور انھوں نے اولاد کو تعلیم کے لئے جدا کرنے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا۔

تعلیم و تربیت حضرت کے والدین مرحومین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کا غیر معمولی اور بہت زیادہ خیال تھا۔ اور اس کے لئے والد مرحوم بہت زیادہ سختی کرتے تھے۔ چار سال کی عمر میں والدہ مرحومہ کے پاس قاعدہ بغدادی اور اس کے بعد سپارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پانچویں سپارہ تک والدہ مرحومہ نے اور پانچ سے اخیر تک والد مرحوم نے قرآن شریف ناظرہ پڑھایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسکول میں تحریر و املا، شکست لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا۔

اوائل صفر ۱۳۰۹ھ میں حضرت مدنیؒ کو دیوبند بھیج دیا گیا

حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے مولانا خلیل احمد صاحب نے گلستان اور میزان شروع کرائی۔

اگرچہ عمر کا تیرھواں سال تھا لیکن جسم اس قدر دبلا اور پستہ قد تھا کہ دیکھنے سے عمر گیارہ سال سے زائد نہ معلوم ہوتی تھی۔ چونکہ آپ کی تحریر اور حساب وغیرہ اچھا تھا اس لئے اساتذہ کے یہاں خانگی خطوط اور خانگی حسابات کی خدمت اور گھروں میں جانا اور پردہ کیا جانا وغیرہ کا سلسلہ کئی برس تک جاری رہا بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ کی اہلیہ محترمہ بہت زیادہ شفقت فرماتی تھیں اور اس زمانے میں "مستورانی منشی" کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

نیازمندی اور سعادت کی کلی یہ شان تھی کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب کے یہاں سے کسی نے فرمائش کی بھنگی سے نالی صاف کرادو بھنگی نہیں ملا مگر نالی صاف ہو کر دھل گئی معلوم ہوا کہ حسین احمد نے اپنے ہاتھوں سے کیچڑ کو صاف کیا تھا (بروایت مولانا جلیل احمد صاحب کیرانوی خادم حضرت شیخ الہند قدس سرہ و استاذ دارالعلوم دیوبند) آپ کو حضرت شیخ الہندؒ نے ابتدائی کتابیں خود ہی پڑھائیں۔ آپ نے صفر ۱۳۰۹ھ سے شعبان ۱۳۱۶ھ تک دیوبند میں قیام کیا اور مندرجہ ذیل اساتذہ

سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔

(۱) حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ العزیز
(۲) مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ والد ماجد حضرت شیخ الہندؒ
(۳) مولانا عبدالعلی صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند
(۴) مولانا خلیل احمد صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند
(۵) مولانا حکیم محمد حسن صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند
(۶) مولانا مفتی عزیزالرحمان صاحبؒ مفتی دارالعلوم دیوبند
(۷) مولانا غلام رسول صاحبؒ بغوی مدرس دارالعلوم دیوبند
(۸) مولانا منفعت علی صاحبؒ مرحوم
(۹) مولانا الحافظ احمد صاحبؒ مرحوم
(۱۰) مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ
(۱۱) مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم برادر کلاں حضرت مدنیؒ
(۱۲) مولانا شیخ آفندی عبدالجلیل برادر مرحوم

آپنے اعلیٰ ترین نمبروں سے ہمیشہ امتحانات میں کامیابی حاصل کی صرف سات سال میں جملہ علوم متداولہ سے فارغ ہوکر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت ہوگئے

ہجرت | حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کا

ایک سو پانچ برس کی عمر میں مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بروز جمعہ وصال ہو گیا جس کا حضرت مدنی کے والدین پر بہت زیادہ اثر ہوا اور ایک عرصہ تک شیخ کی جدائی میں بہت زیادہ مغموم رہا کئے اسی دوران مولوی سید احمد صاحب خلف ثانی نے لکھ دیا کہ "اب ہندوستان رہنے کی جگہ نہیں اب تو مدینہ چل دیئے" یہ کلمات ایسے موثر واقع ہوئے کہ ہر وقت یہ دھن لگ گئی کہ تمام گھرانہ کو لے کر دہیں چلنا چاہئے

چنانچہ مع تمام اولاد وغیرہ کے شیخ مدنی کے والد عازم حجاز ہو گئے۔ مولانا مدنیؒ نے ۱۳۱۶ھ سے ۱۳۲۶ھ تک برابر چھ برس تک مختلف علوم وفنون کی چودہ چودہ کتابیں روزانہ پڑھائیں آپ پھر دوبارہ ہندوستان تشریف لائے اور حضرت شیخ الہندؒ سے ترمذی اور بخاری شریف دوبارہ پڑھیں۔ محنت سے پڑھتے اور چھ برس تک پڑھانے کے بعد علوم مستحضر مضامین ازبر اور فقہ حنفی کے علاوہ دیگر مذاہب پر وسیع نظر ہو گئی تھی۔ اس لئے اثنا درس میں حضرت شیخ سے مشکل سوالات کرتے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ خندہ پیشانی کے ساتھ بڑے محققانہ جوابات ارشاد فرماتے۔

قیام مدینہ کے دوران حضرت مدنیؒ نے کتب خانہ شیخ الاسلام اور محمودیہ کتب خانے سے پورا پورا استفادہ کیا۔

قیام مدینہ طیبہ کا زمانہ حضرت مدنیؒ کے خاندان کے لئے اس قدر تنگدستی اور عسرت کا زمانہ تھا کہ پورا خاندان جو نو افراد پر مشتمل تھا صرف بارہ چھٹانک مسور کے پانی پر گذارہ کرتا تھا، اس لئے ایسا بھی ہوا کہ کتابیں نقل کر کے آپ نے سامان معیشت فراہم کیا۔ اس سے علوم و فنون میں اور بھی اضافہ ہوتا رہا۔ نسخ و نستعلیق دونوں خط اتنے پاکیزہ ہوگئے کہ حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر معاصرین میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔

اہل درس جانتے ہیں کہ پڑھانے میں کس قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ شیخ کو بھی پیش آئیں مگر وہ حل کیسے ہوئیں۔ نقش حیات میں خود لکھتے ہیں۔

" ایک مرتبہ ہدایہ آخرین میں ایک مسئلہ ایسا پیش آگیا کہ بہت غور و فکر اور شروح حواشی کے مطالعے سے بھی حل نہ ہوسکا سخت عاجز ہو کر حجرہ مطہرہ نبویہ پر حاضر ہوا اور بعد سلام و درود عرض کیا تھوڑی دیر میں سمجھ میں آگیا۔

سلاسل طیبہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔ سب سے پہلی زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر میں قدموں پر گر گیا۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! جو کتابیں پڑھ
چکا ہوں وہ یاد ہو جائیں اور جو نہیں پڑھیں ان کے متعلق اتنی قوت
پیدا ہو جائے کہ مطالعہ سے نکال سکوں۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو دیا۔
من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی
جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان
میری صورت میں نہیں آ سکتا" پر جس کا ایمان ہے اس کو ذرہ برابر
بھی اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے براہ راست آپ نے علوم حاصل کئے۔ رحمہ اللہ ونفعنا بعلومہ
جماعت دیوبند کے ایک بہت بڑے محدث نے جو ملکی سیاسیات
میں حضرت کے کٹر مخالف تھے ایک طالب علم سے فرمایا کہ تم حدیث مولانا
حسین احمد سے پڑھ لو۔ اس نے عرض کیا کہ حدیث تو میں مظاہر العلوم
میں پڑھ چکا ہوں۔ فرمایا۔
دیکھو علم حاصل ہوتا ہے صحبت سے۔ حضرت مولانا اشرف علی
صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ
کی صحبت میسر آ گئی تھی اس لئے ان کو اللہ نے علم میں یہ کمال عطا فرمایا
حضرت مولانا حسین احمد مدنی کو حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی اور اس کے بعد استاذ العلوم حضرت مولانا شیخ الہندؒ کی معیت میں ایک زمانے تک رہے اس لئے ان کا علم بہت مستحکم ہے۔

حضرت شیخ کے حلقہ درس اور اس کی مقبولیت عام کا اندازہ صرف اس سے لگا لیجئے کہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد جب پڑی ہے اس وقت سے لیکر آج تک جتنے طلبہ وہاں سے فارغ ہو کر نکلے ان میں سے آدھے سے زائد تنہا حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ سنہ ۱۲۸۳ھ سے سنہ ۱۳۷۶ھ تک فضلاء دارالعلوم کی کل تعداد چھ ہزار چھ سو تیس ہے۔ جن میں سے تین ہزار آٹھ سو چھپن طلبہ نے حضرت شیخ سے علم حدیث حاصل کیا۔

یہ صرف ان شاگردوں کی تعداد ہے جنھوں نے دارالعلوم دیوبند میں آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اٹھارہ برس تک مدینہ طیبہ میں، اور پھر کلکتہ کے دارالعلوم اور سلہٹ و امروہہ وغیرہ میں جن لوگوں نے آپ سے پڑھا ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

آپ نے اٹھارہ برس حرم نبوی میں، چھ سال سلہٹ میں اور تینتیس ۳۳ سال دارالعلوم دیوبند میں حدیث پڑھائی۔

درس حدیث | سنہ ۱۳۴۶ھ سے قبل آپ نے دارالعلوم دیوبند میں مختلف

اوقات میں متعدد اونچی کتابوں کا درس دیا اور ہزاروں تشنگان علوم کو سیراب کیا لیکن سنہ ۱۳۲۶ھ سے آپنے مستقل طور پر درس حدیث ہی دیا۔ آپنے صحاح ستہ میں صحیح بخاری اور سنن ترمذی کو اپنے لئے منتخب فرمایا۔

آپ کا سلسلہ سند حدیث حضرت شاہ ولی اللہ تک ہے اور پھر شاہ ولی اللہؒ سے امام بخاری وترمذی رحمہما اللہ تک ہے پھر تیسرا سلسلہ امام بخاری وترمذی رحمہما اللہ سے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

رعایت آداب علوم نبویہ

(۱) آپ اپنے شاگردوں کے ساتھ اس قدر شفقت و محبت سے پیش آتے تھے کہ جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

(۲) آپنے اپنے کسی شاگرد سے مدت العمر کسی قسم کا طمع اور لالچ نہ کیا۔

(۳) آپ خلاف شرع امر پر اپنے شاگردوں کو مناسب طریقہ سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرماتے

(۴) آپ کے قول وفعل میں مطابقت تھی۔ دوسروں کو جسکی تعلیم دیتے پہلے خود اس پر عمل کرتے

(۵) آپ دوسرے اہل علم کا احترام کرتے اور سلف صالحین سے عقیدت رکھتے تھے۔ درس کے وقت ضحک، ہزل نہ ہوتی بلکہ علم، وقار، ذوق، مدارات کے ساتھ پیش آتے تھے۔

(۶) درس میں ہمیشہ باوضو رہتے اور خوشبو استعمال فرماتے تھے اور اس کے علاوہ تمام آداب علوم کو اختیار فرماتے۔

طریقۂ درس قرأۃ حدیث کے بعد اسناد حدیث کے متعلق فرماتے رواۃ پر فن اسماء الرجال کی حیثیت سے بحث فرماتے اور جرح و تعدیل فرماتے۔ مناسب موقعہ پر رواۃ کے حالات بیان فرماتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے جب کسی صحابی کا ذکر آتا تو ان کی خصوصیات ذکر فرماتے۔ اسکے بعد متن حدیث کا مفہوم اس طرح سمجھاتے کہ اچھی طرح سے ذہن نشین ہو جاتا تھا۔ حدیث میں جو مشکل الفاظ آتے تھے ان کی لغوی تحقیق فرماتے۔ اس حدیث پر اگر کوئی اعتراض وارد ہوتا تو اس اعتراض کو بوضاحت بیان فرماتے اور اس کے چند قوی جوابات جو مستند ہوں بیان فرماتے تھے۔ تعارض حدیث کو اس طرح دور فرماتے کہ یہ یقین کرنا پڑتا تھا کہ ان میں کبھی تعارض ہی نہ تھا۔ اگر کوئی حدیث کسی جگہ مختصراً بیان کی گئی ہے تو اس کی

تفصیلی حدیث بیان فرماتے۔ تراکیب نحویہ۔ تشریح مقامات، خصائص کتب، فن حدیث کی اصطلاحات کی تشریح، علل احکام امور شرعیہ کے عقلی و مشاہداتی دلائل۔ صحابی کی احادیث مرویہ کی تعداد۔ وجہ تخصیص، مذاہب ائمہ اربعہ، دیگر علوم و فنون کی اصطلاحات کی تشریح۔ احادیث نبویہ کا صحیح محل احادیث منسوخہ کی مکمل بحث، فرضیت احکام کی تواریخ و شان نزول فرق حقہ و فرق باطلہ کے عقائد کی تشریح معہ دلائل تفسیر آیات تشریح معجزات۔ مستند قصص انبیاء و وجہ تسمیہ سور قرآنی عصمت انبیاء۔ احوال ائمہ حدیث، شرائط معمول بہا محدثین۔ تراجم ابواب سے احادیث مرویہ کی مطابقت، مراتب صحابہ تابعین و تبع تابعین، فقہ، حدیث، مذاہب محدثین۔ انساب محدثین کنیات صحابہ و تابعین واتباعہم۔ قبائل رواۃ، القاب محدثین فی الاسانید محدثین کی عمریں۔ پیدائش اور ان کی وفات، طبقات محدثین وغیرہ جملہ لوازم درس حدیث کا دوران درس التزام فرماتے تھے۔

خصوصیاتِ درس

(۱) دوران درس جب کسی پیغمبر کا اسم گرامی آتا تو علیہ علی نبینا الصلوٰۃ

والتسلیم فرماتے اور اگر کسی صحابی کا نام تنہا آتا تو رضی اللہ عنہ و عنہم فرماتے اور اگر ائمہ مذہب علماء اور اولیاء سلف کا نام آتا تو رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے۔ اس پر پابندی سے خود بھی عمل کرتے اور طلبہ کو بھی تاکید فرماتے تھے۔

(۲) دورانِ درس طلبہ جس قدر بھی سوالات کرتے آپ انکے تسلی بخش جوابات عنایت فرماتے حالانکہ روزانہ اوقات درس کا ایک معتد بہا حصہ اس میں صرف ہوتا تھا۔ ان سوالات میں درس سے غیر متعلق سوالات بھی ہوتے، مگر آپ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ جوابات دیتے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ متعلمین کو مسائل کما حقہٗ ذہن نشین ہو جائیں اور کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے سوالات و جوابات کا یہ طولانی سلسلہ آپ کے درس کے علاوہ اور کسی درس میں نہ ہوتا تھا۔

(۳) متعلمین سے دورانِ درس بے تکلفانہ خطاب فرماتے اور انتہائی شفقت و محبت سے پیش آتے، دورانِ درس کبھی کبھی مزاح بھی فرماتے تھے۔

(۴) آپ کے درس حدیث میں سب طلبہ ہمہ تن آپ کی تقریر کی طرف متوجہ رہتے تھے۔

(۵) دورانِ درس آپ ہمیشہ باوضو رہتے اور خوشبو استعمال فرماتے۔

(۶) کسی موقعہ پر اگر استشہاد کلامِ عرب کی ضرورت واقع ہوتی تو آپ متعدد اشعار اور بے شمار عبارتیں کتب لغت کی بلا تکلف بیان فرماتے۔ اس موقعہ پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ لغت وادب کی کتابیں کھلی ہیں اور بلا تکلف ان کو پڑھتے جا رہے ہیں۔

(۷) کسی جگہ پر اگر کسی فن کی کوئی بحث آجاتی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس فن میں یدطولیٰ حاصل ہے

(۸) درس کی احادیث میں جب آپ تلاوتِ احادیث فرماتے تو پہلے آپ خطبہ مسنونہ پڑھتے تھے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اعتصام بالکتاب والسنتہ کی تلقین ہمیشہ فرماتے۔ متعلقین کے عقائد، اخلاق، اعمال کی اصلاح کے لئے جو مواعظ و نصائح ضروری ہوتے سب کی تلقین فرماتے تھے۔

آزمائش کا دور حضرت مدنی کا پورا گھرانا مدینہ طیبہ پہنچا تو آزمائش کے لئے ایک مدنی صاحب نے

مکان دیدیا اور انھیں صاحب کے مدرسہ میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے بصورت ملازمت تدریس شروع کردی لیکن پھر ناگواریوں کی بنا پر حضرت مدنیؒ کو یہ تعلق توڑنا پڑا اور اور مدنی صاحب موصوف نے مکان بھی خالی کرالیا۔

اس عرصہ میں جو کچھ اثاثہ والد صاحب کے پاس تھا وہ بھی ختم ہونے لگا اور فاقہ کی نوبت آنے لگی تب حضرت والد صاحب نے اپنی تمام اولاد کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"میں مدینہ طیبہ میں ہجرت کرکے حاضر ہوا ہوں، آپ محض زیارت بیت اللہ کے لئے آئے تھے جس سے فارغ ہوچکے اب یہاں بسر اوقات کی بظاہر کوئی شکل نہیں۔ اس وقت کچھ تھوڑی بہت رقم اتنی ہے کہ آپ کسی صورت سے ہندوستان پہنچ سکتے ہیں لہذا میری رائے یہی ہے کہ آپ سب اپنے وطن چلے جائیں میں یہاں مقیم رہوں گا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور جملہ متعلقین نے جواب دیا

" خداوند عالم رزاق ہے ہم فقر و فاقہ سے نہیں گھبراتے شکم پروری کی اگر کوئی صورت نہ ہو تو درختوں کی پتیاں کھاکر بھی اس سرزمین پاک میں زندگی بسر کرسکتے ہیں مگر ظل ہمایوں سے

مفارقت گوارا نہیں "

لیکن جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے جنھوں نے حُبِ رسول اللہ کا اظہار کیا تھا فرمایا تھا اگر تمہیں میرے ساتھ محبت ہے تو فاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جو جھول کی طرح تمہیں گھیرے گا۔

اس خاندان پر بھی جھول بن کر آیا۔ چنانچہ متواتر چند ماہ اس حالت میں گذرے کہ ایک وقت کھچڑی اور ایک وقت نمکین پیچھ پر تمام گھر والوں کا گذران کئی ماہ تک رہا۔ بحمد اللہ فاقوں کی نوبت کسی کو اور کبھی نہیں آئی۔

اس وقت اس گھرانے کے افراد کی کل تعداد تیرہ تھی اور سب اس دور ابتلاء و آزمائش میں اس قدر صابر و شاکر تھے کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

تعمیر مکان میں سنت نبوی کا اتباع

جبکہ مکان خالی کرا لیا گیا اور مدینہ طیبہ میں سب حضرات کے قیام کا ارادہ ہوا تو شہر سے باہر ایک قطعہ زمین لے لیا گیا۔ عورتوں، بچوں اور مردوں نے مل کر اپنے ہاتھ سے اینٹیں پاتھیں۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے والد صاحب مرحوم

خود اپنے ہاتھ سے دیوار بناتے تھے اور تینوں بھائی اینٹیں ڈھوتے تھے۔ اور عورتیں گارا لاتی تھیں۔ کوٹھریوں کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں چھت اتنی اونچی بنائی گئی کہ اگر چار پائی پر کھڑے ہوں تو سر چھت میں نہ لگے مگر زیادہ نیچی بھی نہ رہے۔ چھت اتنی مضبوط نہ تھی کہ بلا تکلف اس پر آدمی چل سکے اور نہ اتنی موٹی تھی کہ زور کی بارش کو روک سکے۔ اس طرح پر دھوپ اور سردی سے حفاظت ہو گئی معمولی بارش کی بوندوں سے بھی حفاظت ہوتی تھی مگر زور کی بارش میں سب پانی اندر آتا تھا۔ اس طرح رہائش کے سلسلہ میں بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر عمل ہوا ہے نصیب ؎

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مدنیؒ کی گرفتاری اور اسارت مالٹا

۱۳۳۲ھ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب ہندوستان سے حجاز تشریف لے گئے۔ فراغت حج کے بعد ۱۳۳۲ھ میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اس عرصہ میں مشاغل درس برابر جاری رہے۔ مگر اسی سال جمال پاشا، انور پاشا مرحوم مدینہ طیبہ

حاضر ہوئے اور پھر کچھ عرصہ بعد عربی حکومت کا انقلاب ہوگیا۔ شریف نے ترکوں سے بغاوت کی اور ۲۳ صفر شب یکشنبہ ۱۳۳۵ھ کو شریف حسین نے حضرت شیخ الہندؒ، مولانا عزیر گل مدظلہٗ۔ مولانا حکیم نصرت حسین مرحوم اور مولانا وحید احمد صاحب مدنی مرحوم کو گرفتار کرکے انگریزوں کے سپرد کر دیا۔

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اس وقت شریف کی رعایا تھے۔ بہت ممکن تھا آپ کو چھوڑ دیا جاتا۔ یا کسی اور طرح سزا دی جاتی لیکن آپ نے حضرت شیخ الہند کی رفاقت کی از خود خواہش کی بالآخر آپ کو بھی جدہ پہنچا دیا۔ جملہ اقارب اعزہ۔ مکان اور سامان کو بنام خدا مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں چھوڑا اور تسلیم و رضا کی راہ میں خود کو امتحانات کیلئے پیش کر دیا۔

والد ماجد اور بھائی جان کو ترکی گورنمنٹ نے اپنی حراست میں ایڈریا نوبل پہنچا دیا جہاں ان حضرات کو اعزہ کے ساتھ رکھا گیا۔ حضرت والد ماجد اور مولانا محمد صدیق صاحب کی وفات وہیں ہوئی

جدہ سے ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو خدیوی آگبوٹ پر سوار کرکے مصر روانہ کر دیا، قاہرہ میں سب کے بیانات ہوئے۔ حضرت شیخ الہند کو رفقاء سے الگ

اندرون جیل خانہ تنگ وتاریک کال کوٹھری میں بند کردیا گیا۔ جس میں روشنی کے لئے پشت کی دیوار میں چھت کے قریب ایک روشندان تھا، کواڑ لکڑی کے تھے مگر ان میں سوراخ نہیں تھا، پاخانہ پیشاب وغیرہ کے لئے ایک بالٹی رکھدی جاتی تھی اور ایک صراحی۔

بیانات کے بعد ہر ایک کو کال کوٹھری میں بند کیا جاتا رہا، ایک گھنٹہ کے لئے ان کوٹھریوں میں سے نکال کر باہر صحن میں ٹہلاتے تھے، مگر یکے بعد دیگرے چنانچہ ایک ہفتہ تک آپس میں ایک دوسرے کو خبر تک نہ ہوئی۔ اس کے بعد ٹہلانے کا وقت ایک ہی کردیا گیا جس کے باعث آپس میں ملاقات کر سکتے تھے۔ اس عرصہ میں ہر ایک کو یقین تھا کہ پھانسی کا حکم ہوگا۔

مگر بظاہر ثبوت فراہم نہ ہو سکا لہذا پھانسی سے نجات ملی اور مالٹا کا حکم ہوا۔ چنانچہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۱۷ء کو مالٹا روانہ کردیا گیا جو سیاسی اور جنگی قیدیوں کا مرکز تھا۔ ۲۱ فروری ۱۹۱۷ء کو یہ حضرات مالٹا پہنچے۔

مالٹا میں تمام اسیر تقریباً تین ہزار تھے۔ جن میں تقریباً نصف جرمنی تھے اور باقی آسٹرین، بلغارین، ترکی، مصری اور شامی وغیرہ تھے۔ اس مجمع میں بڑے بڑے پروفیسر مختلف زبانوں اور

فنون کے موجود تھے۔ ہر علم اور ہر زبان کی کتابیں یا تو وہیں مل جاتی تھیں ورنہ دیگر ممالک سے منگا لی جاتی تھیں اس لئے یہ اسارت گاہ ایک حیثیت سے اچھا خاصا دارالعلوم بن گیا تھا۔

اگرچہ تین ہزار کے مجمع میں مسلمان، عیسائی، یہودی، یعنی مختلف مذاہب کے لوگ تھے۔ رنگتیں مختلف، ممالک مختلف مگر ایک دوسرے کے درد و غم میں سب شریک تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ سے عموماً ہر قوم کے ذی علم اور مقتدر حضرات کو بہت زیادہ ہمدردی تھی اور بہت زیادہ تعظیم سے پیش آتے تھے پرنس جرمنی ہمیشہ عید کے روز حضرت شیخ الہند کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ چند منٹ بیٹھتا اور چائے نوش کرتا۔ جب کبھی راستہ میں حضرت شیخ الہند کو دیکھ لیتا تو ٹوپی اتار کر سر جھکا کر سلام کرتا۔

اسارت مالٹا کے دوران حضرت مولانا مدنیؒ نے شیخ الہند کی دل و جان سے خدمت کی جو ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

بالآخر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ کو حضرت مدنی مع جملہ رفقاء اور حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لائے۔ اس اثناء میں آپ کے والد ماجد، بڑے بھائی مولانا محمد صدیق صاحبؒ، اہلیہ محترمہ اور برخوردار لخت جگر سب کے سب

کچھ انقلابی مصائب اور کچھ امراض وغیرہ میں مبتلا ہو کر واصل بحق ہو چکے تھے۔

مالٹا سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد فوجی بھرتی پولیس اور فوج کی ملازمت کے فتوے کے سلسلہ میں جو کراچی میں حضرت مدنی کی جانب سے پیش کیا گیا تھا۔ اور مولانا نثار احمد صاحب مولانا محمد علی جوہر مرحوم، مولانا شوکت علی مرحوم نے اس کی تائید فرمائی گرفتار ہو کر دو سال کراچی جیل میں قید با مشقت برداشت کی۔ کراچی سے رہا ہونے کے بعد دیوبند پہنچے۔

اسارت کراچی کے زمانہ میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے آپ سے ترجمۂ قرآن شریف کا پڑھا۔ مولانا محمد علی مرحوم آپ کو چھیتا بھائی کہا کرتے تھے۔

اس کے بعد آپ تقریباً چھ سال۔ سلہٹ " بنگال" میں ایک جامعہ اسلامیہ کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے قیام پذیر رہے اس تمام عرصہ میں تدریس کے علاوہ آپ کا بڑا مشغلہ اشاعت و تبلیغ تھا۔

بنگال اور آسام کے دیہات جن میں ہر طرف ندیاں اور نالے ہیں۔ آپ انہیں ندیوں اور نالوں کی سرزمین میں رات کے وقت

وعظ و تبلیغ کے سلسلہ میں پا پیادہ خطرناک جنگلوں، نالوں اور ندیوں کو طے کرتے ہوئے دیہات میں پہنچتے اور جتنے آدمی بھی جمع ہو سکتے ان کو خداوندی احکام سناتے، ایسا بھی ہوا کہ سفر کی تمام دشواریوں اور پریشانیوں کو طے کر کے جس جگہ پہنچے وہاں وعظ سننے والے صرف سات آٹھ آدمی ہی تھے۔ مگر آپ مجمع کی قلت سے کبھی بھی کبیدہ خاطر نہ ہوئے اور اسی بشاشت کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام سنائے جس بشاشت سے ہزارہا کے مجمع کو سناتے۔

بہرحال اس مجاہدہ کا اثر بحمد اللہ بہت خوشگوار ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد سارا ضلع سلہٹ آپ کی طرف متوجہ ہو گیا آپ کے اخلاص ایثار پر وارفتہ اور شیدائی ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگا۔

سلہٹ اور اطراف سلہٹ کے رہنے والوں نے ہزاروں کی تعداد میں آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں جب حضرت علامہ مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہٗ دارالعلوم دیوبند سے بعض اختلافات کی بنا پر مستعفی ہوئے تو اکابر کی نظر انتخاب مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ پر پڑی اور آپ کو صدارت پیش کی گئی جس کو آپ نے دارالعلوم کے مصالح کے بموجب پسند

فرمایا لیکن ہندوستان کی سیاسی حالت اور سیاسی خدمات کا جذبہ جو آپ کے رگ و پے میں نفوذ کر گیا تھا اس نے اجازت نہ دی کہ عام مدرسین کی طرح آپ ملازمت اختیار کر لیں بلکہ اہتمام کے سامنے اپنے سیاسی مزاج کو پیش کرتے ہوئے کچھ شرطیں لگائیں جن کا مفاد یہ ہے کہ۔

(۱) سیاسی خدمات کے لئے آپ آزاد ہوں گے۔

(۲) سیاسی امور میں مدرسہ کی جانب سے کوئی رکاوٹ نہ عائد کی جائے گی۔

(۳) ہر مہینہ میں ایک ہفتہ آپ کو اختیار ہوگا کہ سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے دیوبند سے باہر دوسرے مقامات پر سفر کر سکیں جس کے لئے کسی رخصت یا اطلاع کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ اس سے زائد پر تنخواہ وضع کی جائے گی۔

اور پھر آپ کا کمال تقویٰ ہے کہ جب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی وفات ہوئی اور فریضہ اہتمام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ (موجودہ مہتمم) کے سپرد ہوا۔ تو آپ نے ارکان شوریٰ سے ان شرائط کی دوبارہ تجدید کرالی۔

مولانا مدنی مدینہ منورہ روانہ ہونے سے پہلے ۱۳۱۶ھ میں حضرت

مولانا رشید احمد صاحب سے بیعت ہوئے تھے اور حجاز پہنچکر سید الطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ سے تعلیم و تلقین حاصل کرتے رہے پھر دو سال بعد دو سال حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے مولانا رشید احمد صاحب نے مدینہ منورہ سے بہندوستان طلب فرماکر دستار فضیلت ہی نہیں بلکہ دستار خلافت بھی اپنے دستِ مبارک سے فرق انور پر باندھ دی حضرت مدنی نے اپنی حیات میں ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) حضرات منتسبین کو چشتیہ صابریہ امدادیہ۔ نقشبندیہ، مجددیہ، قادریہ، سہروردیہ چاروں سلسلوں میں بیعت کرنے کی اجازت دی۔ خلف اکبر مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہٗ کو خلفائے شیخ الاسلام نے بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ نے مرکز اسلام مدینہ منورہ میں خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نظر رہ کر اٹھارہ برس تک درس و تدریس کو مشغلہ بنائے رکھا اور شروع میں چھ برس تک مختلف علوم و فنون کی چودہ چودہ کتابیں روزانہ پڑھاتے تھے۔ آپ کو چوبیس (۲۴) سال کی عمر میں شیخ الحرم اور شیخ العرب والعجم کے معزز القابات کے ساتھ سرفراز کیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد کلکتہ میں اور پھر چھ سال سلہٹ میں اور اس کے بعد بتیس برس (۳۲) برس دارالعلوم دیوبند میں حدیث شریف کا درس دیا اس طرح

تخمیناً ساٹھ سال تعلیم و تعلم میں بسر ہوئے ۔

دارالعلوم دیوبند کی صدارت کے دور میں دنیائے اسلام میں اپنے نوع کی واحد اور سب سے بڑی دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین بھی تھے اور اس مدت کے دوران میں مسلمانان ہند کی فلاح و بہبود کی کفیل جماعت جمعیۃ علمائے ہند کے صدر و رئیس مجلس بھی تھے ۔ اس کے علاوہ مختلف سیاسی جلسوں میں شرکت اور تبلیغی اجتماعات میں حاضری بھی کثرت سے تھی ۔ آپ نے تقریباً بیس سال جیل میں بسر کئے

آپ کی پچھلی سیاسی زندگی اور قربانیوں کے پیش نظر جمہوریہ ہند کی طرف سے سب سے بڑا اعزازی خطاب عطا کیا گیا ۔ حضرت شیخ نے قبول کرنے سے صاف معذرت کر دی اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ ۔

" ان کے اسلاف کرام کے شیوہ و مسلک کے خلاف ہے "

دارالعلوم دیوبند کی تنخواہ جس کا مولانا مدنی اپنے دنیا دار ہونے کا ثبوت دینے کے لئے بار بار اظہار و اعلان فرماتے تھے وہ ان کے وسیع مہمان خانے کے ایک ہفتہ بلکہ شاید نصف ہفتہ کا بھی خرچ نہیں تھی اور اس کا بڑا حصہ سفروں کی غیر حاضری کی بنا پر کٹ جاتا تھا اور

برائے نام وہ ان کے حصہ میں آتی تھی۔

ایک دن میں کئی کئی جلسے نمٹا دینا حضرت مدنیؒ کے یہاں ایک معمولی واقعہ تھا جو سیکڑوں مرتبہ پیش آیا۔ ایک مرتبہ شام کو پانچ بجے دیوبند سے دہلی تشریف لے جاتے ہوئے علی جان والوں کی کوٹھی میں کسی میٹنگ میں تشریف فرماتے ہوئے کئی گھنٹے اس میں انہماک کے بعد فوراً ہی دہلی سے شاہدرہ کی راہ سے نانوتہ پہنچتے ہیں وہاں جلسہ میں تقریر کرتے ہیں اور وہاں سے سہارنپور آتے ہیں اور پھر بہٹ جاتے ہیں ایک جلسہ میں وعظ فرماتے ہیں اور پھر ایک دم لوٹتے ہیں اور دیوبند تشریف لے جاتے ہیں اور یہ سب امور تعطیل کے دن میں تکمیل پذیر ہو جاتے ہیں اور سبق نہ جمعرات کا ناغہ ہوتا ہے اور نہ شب شنبہ کا

پھر عزم وہمت کی یہ کیفیات کسی ایک شعبۂ حیات میں نہیں تھیں کیونکہ حضرت کی زندگی کسی ایک شعبہ میں منحصر ہو کر نہیں رہ گئی تھی بلکہ بہت سے شعبوں میں منقسم تھی اب درس دے رہے ہیں اب مسترشدین کو ارشاد وہدایت سے فیضیاب کر رہے ہیں اب وعظ وتقریر فرما رہے ہیں۔ اب متعلقہ نظم ونسق اور انتظام کی مصروفیات میں ہیں۔ اب مہمانوں کی ضیافت میں ہیں اب سیاست میں حصہ لے رہے ہیں۔ حضر میں ہیں تو مشاغل دائمی میں منہمک ہیں، سفر میں

ہیں تو متعینہ پروگراموں سے فرصت نہیں ہے لیکن ان سب امور سے باحسن وجوہ عہدہ برآ ہو رہے ہیں اور ان انتہائی مشاغل کے باوجود ان کا تہجی میں فرق نہیں آتا۔ آخر شب میں نوافل سے فارغ ہونے پر جیسی درد انگیز آواز سے حضرت روتے تھے اس کا لطف انہیں کو حاصل ہے جنھوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پھر کمال یہ ہے کہ خالص دینی مشاغل تو دینی ہی ہیں دنیوی مشاغل میں بھی وہ دین و شریعت پر اس التزام کے ساتھ عمل پیرا رہے جو ان کی زندگی کا قابل مثالی شاہکار ہے۔ وہ گوناگوں اور بعض اوقات متضاد رجحانوں میں بھی دین و شریعت پر ایسی بے پناہ استقامت رکھتے تھے جس کے پیش نظر صحیح معنی میں یہی کہا جا سکتا ہے ؎

برکفے جام شریعت برکفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

آپ عربی کے بختہ ادیب تھے بے پناہ علمی تبحر کے ساتھ آپکو بے شمار اشعار اور مقولے بھی یاد تھے۔ درس، عام خطابات اور تقریروں اور مجلسی گفتگو میں اردو اور ہندی کے اشعار کہاوتیں اور مثالی جملے برجستہ طور پر چسپاں کر دیا کرتے تھے۔

حلیہ حضرت مدنیؒ کا رنگ گندمی تھا، قد درمیانہ، گٹھا ہوا مضبوط جسم، آنکھیں بڑی بڑی، سیاہ، چوڑی پیشانی گھنی داڑھی۔ ناک نہ زیادہ اٹھی ہوئی اور نہ زیادہ لانبی، متوسط اور درمیانی سینہ نہایت چوڑا، دوہرا بدن، انگلیاں پر گوشت تھیں۔ لباس اگرچہ نہایت معمولی زیب تن رہتا لیکن صاف اور اُجلے کپڑے پہننے کے عادی تھے عطر بے حد استعمال فرماتے خوشبو کے عاشق اور گل ریحان کے شیدائی تھے، سیرے سی خاص انس تھا۔ گرمیوں میں دو پلی ٹوپی، کھدر کا کرتہ جس کا گریبان ہمیشہ کھلا رہتا اور کھدر ہی کا پاجامہ حضرت کی پوشاک تھی۔ پاؤں میں سلیم شاہی یا چپ پوری جوتا ہوتا تھا۔

حضرت مرحوم خوش خوراک تھے، پھلوں میں آم سے خاص رغبت تھی اور مٹھائی کا بھی کافی شوق تھا۔ دستر خوان نہایت وسیع تھا۔ حضرتؒ بھی مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے، شام کو زعفرانی چائے کا دور چلتا۔ حضرت دستر خوان پر گری ہوئی ان تمام چیزوں کو کھانا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے جس کو لوگوں نے اس خیال سے دستر خوان پر ڈال دیا ہو کہ یہ کھانے کے قابل نہیں ہے۔ آپ اتباع سنت میں کمال رکھتے تھے۔ آپ دوسروں

کو راحت پہنچانے کے لئے خود تکلیف برداشت کرتے تھے آپ میں تواضع وانکسار بہت زیادہ تھے۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا امتیاز یہ تھا کہ وہ اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں نڈر واقع ہوئے تھے۔

وفات

حضرت مدنیؒ کو سب سے پہلے قلب کا دورہ مدراس کے سفر میں پیش آیا۔ مختلف ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا لیکن افاقہ نہ ہوا تو حکیموں کا علاج شروع کر دیا۔ اس علاج کے دوران حضرت کو کافی افاقہ ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد مرض میں پھر شدت ہوئی اور یہاں تک تکلیف بڑھی کہ نہ دن کو چین تھا اور نہ شب کو آرام۔ یہ حالت گیارہ دن تک مسلسل گذری۔ اس کے بعد پھر ڈاکٹری علاج شروع کر دیا گیا۔ ۲ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو طبیعت میں کافی سکون پیدا ہو گیا۔ بدھ کے دن ۴ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو بھی طبیعت بہت خوش تھی۔ جمعرات کی صبح کو حضرت تقریباً دس بجے دن اپنی جگہ سے اٹھ کر چھڑی کے سہارے گھر کے صحن میں تشریف لے آئے۔ تقریباً بارہ بجے دن بھوک محسوس ہوئی تو کچھ کھایا۔ بارہ بجکر پینتالیس منٹ پر قیلولہ کے لئے لیٹ گئے۔ ایک بجے کے قریب سو گئے

تقریباً ڈیڑھ بجے روح پر فتوح اس جسد خاکی کو چھوڑ کر پرواز کر گئی یعنی ۱۲۹۶ھ میں جو آفتاب علم و عرفان طلوع ہوا تھا وہ اکیاسی سال کے بعد ۱۳۷۷ھ میں غروب ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عجیب اتفاق ہے کہ جس دن جس تاریخ اور جس مہینہ میں حضرت نانوتوی کا وصال ہوا ٹھیک اسی وقت حضرت مدنیؒ ان سے جا ملے۔ بعد مردن چہرہ پر نورانیت اور چمک غیر معمولی تھی۔ لبوں پر ایک عجیب مسکراہٹ تھی جس کی کیفیت الفاظ میں نہیں آسکتی۔ جو مقبولیت زندگی میں تھی وہی موت کے بعد بھی رہی۔

رات کے آٹھ بجے جنازہ تیار ہو گیا۔ رات بارہ بجکر چالیس منٹ پر الحاج حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ایما پر نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کے بعد حضرت کا جنازہ دارالعلوم کے دار جدید سے ہوتا ہوا شمالی دروازہ سے باہر لایا گیا اور حضرت شیخ کے مکان کے سامنے سے ہوتا ہوا قبرستان لے جایا گیا۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کے مزارات کے درمیان دفن کیا گیا۔ مولانا انعام الرحمٰن صاحب تھانوی نے اس طرح قطعۂ تاریخ فرمایا ہے ؎۔

چوں ازیں عالم سوئے دار البقا
حضرت شیخ حسین احمد برفت
پنجم ماہ دسمبر بود و سال
یک ہزار و نہ صد و پنجاہ و ہفت

اولاد حضرت شیخ الاسلام نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں۔ جن سے متعدد اولادیں اور صغر سنی ہی میں انتقال کر گئیں۔ اب تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں بحمد اللہ بقید حیات ہیں۔ صاحبزادہ اسعد صاحب نے دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی اور کچھ عرصہ دار العلوم ہی میں مدرس رہے۔ اب وہاں سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مولوی ارشد بھی دار العلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے اسجد سلمہٗ ابھی زیر تعلیم ہیں۔

تصانیف۔

۱۔ نقش حیات (دو حصے) حضرت کے خود نوشت حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ (۲) سفر نامہ اسیر مالٹا (۳) مکتوبات ۴ جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکایات

٭ ٭ ٭

۱۔ جب صاحب زادہ مولانا سید اسعد میاں صاحب مدظلہٗ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو تدفین کے بعد کل اساتذہ و عمائدین وغیرہ حضرت مدنیؒ کے آستانے پر مجتمع ہوئے۔ حضرت نے کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد دارالحدیث کا رُخ فرمایا۔ مجمع میں ہلچل پڑ گئی۔ تمام حضرات نے سمجھایا کہ حضرت اس وقت درس ملتوی فرما دیجئے صدمہ بالکل تازہ ہے جس سے دل و دماغ کا متاثر ہونا قدرتی امر ہے۔ مگر حضرت نے دارالحدیث پہنچ کر بخاری شریف کا درس شروع فرما دیا۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جا کر دوبارہ سمجھانے کی کوشش فرمائی۔ لیکن حضرت مدنی کی طرف سے صرف یہی جواب تھا کہ ذکر اللہ سے بڑھ کر اطمینان قلب کس چیز میں حاصل ہو سکتا ہے؟

گھر برباد ہو چکا تھا صاحبزادہ سلمہٗ خورد سال تھے ان کی پرورش کا کوئی ظاہری ذریعہ نہ تھا لیکن اس حال میں بھی

استقلال ہمت اور صبر کا ایسا مظاہرہ فرمایا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ہے۔ اس واقعہ سے اُن مدرسین و معلمین کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو پوری پوری تنخواہ وصول کرنے کے باوجود بھی ذرا ذرا سے عذر کو بہانہ بنا کر سبق کا ناغہ کرتے ہیں۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۳۹)

۲۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ فاروقی کا بیان ہے کہ ایک روز جب میں مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے گیا تو میں نے مولانا کا جوتا اُٹھا لیا۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ اس وقت تو خاموش رہے۔ دوسرے وقت جب ہم نماز پڑھنے گئے اور نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے واپس ہونے لگے تو میں دیکھتا ہوں کہ مولانا مدنیؒ میرا جوتا اپنے سر پر رکھے ہوئے جا رہے ہیں میں پیچھے پیچھے بھاگا مولانا نے اور تیز چلنا شروع کیا میں نے کوشش کی کہ جوتا لے لوں نہیں لینے دیا میں نے کہا خدا کے لئے سر پر تو نہ رکھئے فرمایا عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤ گے میں نے عہد کر لیا تب جوتا سر پر سے اُتار کر نیچے رکھا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۴۹)

⁂ ⁂ ⁂

۳- مولانا قاضی زین العابدین سجاد صاحب نے ایک سلسلۂ گفتگو میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح سے عرض کیا حضرت آپ جیسے بزرگوں کو لوگ بہت پریشان کرتے ہیں حضرت کے چہرہ پر یہ سنتے ہی سنجیدگی طاری ہوگئی آنکھیں بھی نمناک ہوگئیں اور پُر درد لہجہ میں فرمایا کہ میں بزرگ کب ہوں میں تو سگِ دنیا ہوں مدرسہ سے پانچ سو روپے تنخواہ لیتا ہوں[۱]۔

قاضی زین العابدین صاحب نے عرض کیا۔ حضرت یہ تنخواہ تو آپ کی ایک دن کی بھی محنت کا معاوضہ نہیں ہے۔ حضرت نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا جی نہیں، میں ہی ہوں جو اتنی بڑی تنخواہ لیتا ہوں۔ دوسرے علماء کب اتنی بڑی تنخواہ لیتے ہیں قاضی سجاد صاحب نے عرض کیا مگر

---

[۱] ڈھاکہ یونیورسٹی نے شعبۂ دینیات کے لئے حضرت مدنی رح مبلغ پانچ سو روپے ماہوار پر بلائے گئے تھے مگر حضرت نے انکار کر دیا تھا۔ جامع ازہر میں حکومت مصر نے شیخ الحدیث کی جگہ کے لئے مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپے ماہوار مکان و موٹر بذمہ حکومت اور سال میں ایک بار ہندوستان کی آمد و رفت کا کرایہ کے ذمے پر حضرت کو دعوت دی تھی۔ اگرچہ اس زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں حضرت کو ڈیڑھ سو روپے ماہوار سے زائد نہ ملتے تھے۔ مگر حضرت نے وہاں تشریف لے جانے سے قطعاً انکار فرما دیا (ایضاً ص۲۹)

حضرت پانچ سو میں ہے۔ حضرت والا کے پلہ کیا پڑتا ہے۔
ہم لوگ کھا پی کر برابر کر جاتے ہیں حضرت خاموش ہو گئے
(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۳۲ و ۳۳)

۴۔ مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کھتولی میں تبلیغی جلسہ تھا، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمرکابی میں کھتولی پہونچے۔ ریل سے اتر کر معلوم ہوا کہ ہاتھی وغیرہ آئے ہیں اور اسٹیشن سے جلوس کی شکل میں جانا ہوگا۔ ہم نے یہ کہہ کر کہ یہ تبلیغی اصول کے خلاف ہے جلوس سے انکار کر دیا اور ایک معمولی یکہ میں بیٹھ کر سیدھے قیام گاہ پر پہنچ گئے۔ دوران جلسہ معلوم ہوا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہیں اور ایک دوسرے جلسہ میں تقریر فرمائیں گے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے فوراً اپنی تقریر کو بند کر دیا اور فرمایا حضرت مدنی تشریف لائے ہوئے ہیں سب صاحبان چل کر ان کی تقریر سنیں۔ اور اپنے جلسہ کو بند کر کے اس مقام پر پہونچے جہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مدنی کو جب اس کا علم ہوا کہ تبلیغی جلسہ ہے اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب تقریر فرما رہے ہیں تو اپنی تقریر کو ختم کر دیا اور ان لوگوں کو تبلیغی جلسہ میں شرکت کی ہدایت فرما کر

دیوبند روانہ ہو گئے جلسہ نہ یہاں ہوا نہ وہاں۔ دونوں بزرگ چل بسے مگر آنے والی نسلوں کے لئے اپنے خلوص اور للٰہیت کی ایک مثال قائم کر گئے۔

(الجمعیتہ شیخ الاسلام نمبر ص۲۶)

۵۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مدنی منزل سے مسجد جانے کے لئے اٹھے دروازہ پر پہنچے تو کسی طالب علم نے آگے بڑھ کر ان کواڑوں کو کھول دیا جو دروازہ کے نچلے حصہ میں لگے ہوئے ہیں۔ حضرت مدنی ؒ نے بڑی برہمی کے ساتھ فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں کھولا کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں۔ سبحان اللہ کیا بے نفسی کا عالم تھا۔

(الجمعیتہ شیخ الاسلام نمبر ص۲۳)

۶۔ ایک دفعہ حضرت مدنی ؒ کو مئو اسٹیشن پر سہ شام سے اڑھائی بجے رات تک رکنا پڑا۔ حضرت نے آدمی بھیج کر مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ کو اطلاع کرائی۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ اسٹیشن پہونچکر سلام و مصافحہ کے بعد حضرت کے سامنے اپنے صاحب زادہ رشید احمد سلمہ کو پیش کیا کہ یہ خادم زادہ ہے حضرت نے انہیں بھی شرف مصافحہ بخشا۔ تھوڑی دیر میں حضرت مدنی ؒ کے صاحب زادہ میاں اسعد سلمہ اللہ تعالےٰ باہر سے ویٹنگ روم میں داخل

ہوئے تو حضرتؒ نے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ کی طرف اشارہ کرکے ان کو مصافحہ کرنے کے لئے فرمایا۔ جب صاحبزادہ صاحب سلمہٗ مولانا اعظمی مدظلہ کی طرف بڑھے تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا یہ بھی خادم زادہ ہے ؎

بزرگاں نہ کردند برخود نگاہ
خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۲۳)

۷۔ ایک مرتبہ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ ایک قصبہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امامت فرمائی۔ محراب میں نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ نقش و نگار ایسے تھے کہ چار پھولوں کے ملنے سے صلیب (+) کی شکل پیدا ہوتی تھی۔ حضرت نے اس پر مہتمم سے نکیر فرمائی اور امام مسجد سے فرمایا کہ یہ صلیب ہے اس کو جلد سے جلد نیست و نابود کرائیے۔

غرضیکہ حضرت مدنیؒ کا تصلب فی الدین، اتباع سُنت اور ان کی استقامت علی الشریعۃ اس عہد میں بے مثال تھی۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۲۳)

۸۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک جگہ تشریف لے گئے وہاں ایک ممتاز عالم نے اپنے لڑکے کو حضرت

مدنیؒ کے سامنے پیش کرتے ہوئے امتحان میں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست کی تو حضرت نے پُوچھا کیا پڑھتا ہے؟

انہوں نے عرض کیا کہ انگریزی حضرت یہ سُن کر سخت برافروختہ ہوئے اور بڑی برہمی سے فرمایا۔ اپنے لئے جنت کا راستہ تجویز کیا ہے اور لڑکے لئے جہنم کا

حضرت کی یہ شدید نکیر نفس انگریزی تعلیم پر نہ تھی بلکہ اس کے عمومی آثار و نتائج کے پیش نظر تھی خصوصیت کے ساتھ طبقۂ علماء کو متنبہ کرنا تھا کہ وہ کیوں دینی تعلیم پر انگریزی کو ترجیح دیتے ہیں۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۲۴)

۹۔ ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مقام پر ایک عربی مدرسہ کے افتتاح کے لئے مدعو کیا گیا۔ دونوں بزرگ اسٹیشن سے سیدھے جامع مسجد پہونچے۔ نماز جمعہ سے قبل ایک بڑے میاں نے حضرت مدنیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت یہاں پہلے سے ایک عربی مدرسہ موجود ہے جو مالی مشکلات کی وجہ سے نہیں چل رہا ہے یہ لوگ اس کی مخالفت میں دوسرا مدرسہ جاری کر رہے ہیں۔ دو مدرسے کس طرح چل سکیں گے۔ چنانچہ جب حضرت مدنیؒ نے تحقیق فرمائی تو

بات سچ تھی لہٰذا حضرت مدنیؒ نے بعد نماز جو تقریر فرمائی تو اس میں جدید مدرسہ کے افتتاح کی تردید فرمائی اور باہم اتفاق واتحاد کے ساتھ قدیم مدرسہ کی ترقی میں کوشش کی ترغیب دی حضرت نے تقریر کے بعد دیکھا تو اصل داعی غائب تھے۔ مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہٗ نے عرض کیا کہ داعیوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں اور ریل کا وقت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسٹیشن تشریف لے چلیں ورنہ یہاں رات کو پریشان ہونا پڑے گا اور دوسری گاڑی علی الصباح ملے گی۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا بلا میزبان کی اجازت کے کس طرح جاسکتے ہیں؟ دیر تک انتظار کے بعد ایک لڑکا آیا اور کہا کہ کھانے کے لئے بلایا ہے۔ سب اس کے ساتھ ہو لئے بارش ہورہی تھی راستہ کیچڑ کی وجہ سے ناقابل گذر تھا بمشکل دور دراز ایک مکان پر پہونچے وہاں بھی کوئی موجود نہ تھا اسی لڑکے نے ایک بڑے پیالے میں گرم پانی (شوربا) جس میں نہ نمک تھا اور نہ مرچ اور چند سوکھی ہوئی موٹی روٹیاں لاکر سامنے رکھیں اور خود غائب ہوگیا۔ دونوں بزرگوں نے کھانا شروع کیا حضرت مدنیؒ نے ہنس کر فرمایا یہ روٹی ویسے نہیں کھائی جائے گی ٹکڑا منہ میں رکھ کر پانی سے نگل لو۔ تھوڑی دیر میں صاحب مکان آیا وہ ان بزرگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا

اور اس نے کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ تم لوگ ہو مجھ سے تو یہ کہا گیا تھا کہ کانگریسی مولوی آئے ہوئے ہیں ان کی روٹی کرا دو تو میں نے یہ پکوا دیا وہ روٹی اور سالن اٹھا کر لے گیا فوراً چائے اور مختلف کھانے کی چیزیں لایا اور رات کو نہایت پرتکلف کھانے کھلائے اور ہر طرح خاطر مدارت کی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ "کانگریسی مولوی" کے لفظ سے ذرا متاثر نہ ہوئے اور نہ داعیوں کی بے پرواہی کا کچھ خیال فرمایا اسی فرحت وانبساط کے ساتھ سوکھی روٹی کھا رہے تھے اور اسی فرحت وانبساط کے ساتھ مرغن کھانے کھائے نہ پہلے میزبانوں سے کچھ کہا اور دوسرے میزبان کی دلداری میں کوئی کسر چھوڑی۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ۲۵، ۲۶)

۱۰- حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ باڑہ ضلع پٹنہ تشریف لے گئے تھے۔ حضرت کے لئے منی آرڈر سے کچھ روپے ریل کے سفر کے لئے بھیجے گئے تھے۔ جلسہ کے بعد جب واپسی کا وقت آیا تو لوگوں نے حضرت مدنیؒ کی خدمت میں بڑی رقم پیش کی۔ حضرت نے فرمایا ٹھہریئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ حضرت نے اس رقم کو کم سمجھ کر ایسا فرمایا ہے تو اس میں اضافہ کر کے دینے والے نے ہاتھ میں لیا۔ اتنے میں حضرت نے بکس

سے کچھ روپے اور حساب نکال کر دیا اور فرمایا کہ آپ نے جو روپے بھیجے تھے ان کے خرچ کا یہ حساب ہے اور یہ روپے بچ گئے ہیں لوگوں نے اصرار شروع کیا کہ حضرت حساب اور بچی ہوئی رقم رہنے دیں اور جو رقم دی جارہی ہے اس کو قبول فرمالیں۔ لیکن حضرت نے صاف انکار کر دیا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۳۱)

۱۱۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ شروع میں بیعت کے سلسلہ میں انکساری کی وجہ سے سختی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب صاحبزادہ حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ سے ملنے گنگوہ تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ آخر آپ بیعت کیوں نہیں فرماتے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس کا مطلق اہل نہیں ہوں۔ اس پر حکیم صاحب بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ آپ میرے والد مرحوم پر تہمت لگاتے ہیں کہ انہوں نے ایک نا اہل کو مجاز فرماکر اجازت بیعت دی حضرت مدنیؒ دیر تک بیٹھے روتے رہے۔ پھر حکیم صاحب کے ایماء پر حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کچھ دیر تک مراقب رہے اس کے بعد سے بیعت کا عام سلسلہ جاری

ہوگیا۔ اور اس قدر مرجع خلائق ہوئے کہ بانس کنڈی (آسام) میں تقریباً چھ چھ ہزار اشخاص بہ یک وقت داخل سلسلہ ہوئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۳۸)

۱۲۔ ایک بار حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ اور مولانا ... احمد حسین صاحب لاہرپوری سلنے میرٹھ میں قیام فرمایا بالاخانے کے صحن میں صرف دو ہی چار پائیاں بچھ سکتی تھیں دروازہ کے مقابل میں مولانا احمد حسین صاحب لاہرپوری کی چارپائی تھی۔ بغیر انہیں جگائے نیچے کی طرف آمد و رفت دشوار تھی۔ حضرت نے نماز تہجد قضا کردی لیکن مولانا احمد حسین صاحب کو جگا کر تکلیف دینی گوارہ نہ فرمائی۔ یہ تھی حضرت مدنی کی فقیہانہ شان۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۳۸)

۱۳ ایک مرتبہ حضرت مولانا ابوالوفا اور حضرت امیر شریعت پنجاب سے واپس ہو رہے تھے۔ رات کے وقت مولانا ابوالوفا صاحب کو اچانک محسوس ہوا کہ کوئی صاحب اُن کا جسم آہستگی سے دبا رہے ہیں۔ ان کو آرام محسوس

ہوا اورانہوں نے یہ سمجھ کر کہ پنجابی حضرات اکثراس قسم کی ارادت علماء سے کرتے ہیں کوئی تعرض نہ کیا جب کافی دیر ہوگئی تو انہوں نے اپنی چادر سے منہ کھول کر دیکھا کہ آخر یہ کون صاحب ہیں دیکھتے ہی بدحواس ہو گئے۔ خود حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ بدن دبا رہے تھے وہ گھبرا کر اٹھے تو دیکھا کہ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی بیٹھے ہوئے اپنا منہ پیٹ رہے ہیں کہ مجھے بھی حضرت نے گنہگار کیا اور اب آپ کی باری تھی۔

حضرت نے نہایت سادگی سے فرمایا کہ لوٹے میں پانی رکھا ہے وضو کر لیجئے اور خود فجر کی سنتوں کے لئے کھڑے ہو گئے۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۳۸)

۱۴۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کرہی لبستی میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں تشریف لے جارہے تھے حضرت کے ساتھ کچھ دیگر افراد تھے نماز ظہر ٹرین میں ادا کرنی تھی۔ مولانا احمد حسین صاحب لاہرپوری مدظلہ وضو کر کے آئے اور آتے ہی تکبیر کہنی شروع کر دی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فوراً فرض پڑھانے کھڑے ہو گئے نماز کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت نے

سنتیں نہیں ادا فرمائی تھیں عرصہ کے بعد لاہر پور تشریف لے جاتے ہوئے ظہر کی سنتیں نہایت اہتمام سے ادا فرمائیں بعد کو فرض پڑھے۔ مولانا احمد حسین صاحب نے عرض کیا کہ کریہی تشریف لے جاتے ہوئے حضرت نے سنتیں ترک فرمادی تھیں اور آج اس اہتمام سے ادا فرمائیں۔ مسکراکر فرمایا کہ آپ نے تکبیر شروع کردی تھی اور قصر میں سنن مؤکدہ نفل کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے محض نوافل کے لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو ندامت و شرمندگی ہو۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ۳۸)

۱۵۔ شاہجہاں پور میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی ایک تقریر سے مخالفین بے حد مشتعل ہوگئے اور انہوں نے چیلنج کیا کہ اگر آئندہ بھی ایسی تقریر کی گئی تو آپ کفن اپنے ساتھ لائیں۔ اسی جلسہ میں حضرت نے اعلان فرمایا کہ دوسرے جمعہ کو اسی جگہ پھر تقریر ہوگی۔ حضرت جب ٹرین سے اترے ہیں تو بغل میں کپڑے کی ایک گٹھری دبی ہوئی تھی اور اسی شان سے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ گٹھری کھول کر دکھلائی کہ میں کفن اپنے ساتھ لایا ہوں۔ پھر سابقہ تقریر سے زیادہ زوردار تقریر فرمائی۔

اعلاء کلمۃ اللہ میں اس اہمیت اور جرأت کا یہ اثر ہوا

کہ مخالفین کی اکثریت بدعت سے تائب، معافی کی خواستگار اور داخل سلسلہ ہوگئی۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۳۹)

۱۶۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ ایک مرتبہ جامع مسجد دیوبند سے نماز پڑھ کر تشریف لے جا رہے تھے۔ لوگوں کا کثیر ہجوم تھا، اسی اثنا میں لوگوں کی ٹھوکروں سے کسی نمازی کی چپل نیچے گر پڑی۔ حضرت کی جو نگاہ پڑی تو آپ دفعتاً جھک گئے اور آپ نے اس چپل کو اٹھا کر دوسری چپل کے پاس لے جا کر رکھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ہزاروں نگاہیں ادب و عقیدت کے ساتھ حضرت کی پابوسی کر رہی تھیں۔ غرضیکہ حضرت مدنیؒ میں عاجزی اور انکساری بہت بڑھی ہوئی تھی۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۵۸)

۱۷۔ ایک مرتبہ قصبہ ٹانڈہ (بھارت) میں سحری کے وقت کچھ لوگوں میں منٹوں پر بحث ہونے لگی کہ تین بج کر اتنے منٹ ہوگئے۔ صبح ہوگئی۔ لہٰذا اس کے بعد کھانے والوں کا روزہ باطل ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے سنا تو حسب عادت پر جلال آواز میں فرمایا کہ باہر جا کر دیکھو صبح کی روشنی پھیلی ہے یا نہیں منٹ سیکنڈ کی کیا بحث ہے؟ نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ۔

یہ سُن کر بحث ختم ہوگئی مگر حدیث کے اس بر وقت جملے نے ہمیشہ کے لئے ایسے معاملات میں دینی نقطۂ نظر سامنے رکھنے کا راستہ کھول دیا اور دینی مزاج کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کردیا کہ ہر مسئلے میں صحیح دین تلاش کرو۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۷)

۱۸۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۷ء تک پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے کہ اس سے اسلام او رمسلمان دو نوں کو سخت نقصان پہنچے گا لیکن جب پاکستان بن گیا تو اسے تسلیم کرلیا۔ ایک موقعہ پر حضرت سے کسی نے پاکستان کے بارے میں استفسار فرمایا توحسبِ معمول سنجیدگی اور بشاشت سے فرمایا کہ :۔

"مسجد جب تک نہ بنے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ بن گئی تو مسجد ہے"

سبحان اللہ یہ تھی حضرت کے یہاں دین کی روشنی بڑے سے بڑے معاملہ میں اور چھوٹے سے چھوٹے قضیہ میں۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۷)

۱۹۔ ایک مرتبہ دارالعلوم دیو بند کے سالانہ امتحان میں "قاضی مبارک" میں دو چار لڑکے فیل ہو گئے۔ یہ کتاب امام المعقولات

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ بلیاوی پڑھایا کرتے تھے۔ جو حضرت کے زمانۂ طالب علمی کے خاص ساتھیوں میں سے تھے اور حضرت ان سے بہت زیادہ بے تکلف تھے۔ حضرت مدنیؒ مولانا ابراہیم صاحب مرحوم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے:۔

"جناب! آپ کی کتاب میں لڑکے بہت فیل ہیں آپ امام المعقول کیسے بن گئے"

حضرت علامہ بلیاوی مرحوم نے فرمایا! حضور! میں امام ہوں پر لڑکے تو امام نہیں اس لئے اس میں میری امامت کا کوئی قصور نہیں"

اس پر حضرت مدنیؒ بہت ہنسے۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ)

۴۰۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کے آخری سفر سلہٹ میں ایک مسلم جماعت کے حکم پر پورے ملک کی طرح "ڈائریکٹ ایکشن ڈے" منایا گیا۔ جس میں اپنے ایک "خاص مقالہ" کے ساتھ قوم پرور مسلمانوں پر وحشیانہ حملہ کرنا بھی شامل تھا چنانچہ سلہٹ میں نئی سڑک کی مسجد میں نماز جمعہ سے فراغت پاتے ہی اس فتنہ کا آغاز ہوا۔ پوری مسجد نمازیوں کے خون سے لت پت ہو گئی۔

خدا کے فضل و کرم سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ محفوظ رہے

ورنہ اسباب و علل کی دنیا میں حضرت کی زندگی کے آثار نہیں تھے۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد حضرتؒ سے مولانا عبدالحمید صاحب[1] مدظلہ نے تنہائی میں عرض کیا:-

"آج تو کربلا کی یاد تازہ ہو جاتی مگر خدا نے خبر کی اور کسی کو حضرتؒ پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ یقیناً اس قوم نے ظلم کی انتہا کر دی ہے اگر حضرت نے اس پر صبر کیا تو خدا خود اپنی گرفت میں لے کر اس قوم کو تباہ کر دے گا۔ خدارا ان کو اللہ کی گرفت سے بچائیے۔"

حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا۔ کیا چاہتے ہو؟ مولانا عبدالحمید صاحب نے عرض کیا کہ ان ظالموں کے حق میں بددعا فرما کر ان سے بدلہ لیں تاکہ براہ راست خدا اپنی گرفت میں نہ لے۔ حضرت نے عجیب لہجہ میں فرمایا:-

"بھائی! جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ نہیں لیا تو میں ان کا غلام ہو کر کیا بدلہ لوں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں اس قوم کو ہدایت دے۔ اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۸۲)

۲۱۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کے برابر میں کھڑے ہو کر عصر کی نماز ادا کی بعد سلام وہ صاحب ادباً پیچھے کو ہٹ گئے۔ حضرتؒ بھی خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے وہ اور ہٹے تو حضرت مدنیؒ بھی پیچھے ہٹ کر برابر ہو گئے

اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔ وہ صاحب پھر نہ ہٹے۔ غرضیکہ حضرت مدنیؒ نے عمل سے بتلا دیا کہ دربار خداوندی (یعنی مسجد) میں یہ طریقہ بے ادبی ہے وہاں چھوٹے بڑے سب اللہ کے سامنے چھوٹے ہیں حقیقت بھی یہی ہے کہ عملاً تنبیہ زیادہ موثر ہوتی ہے۔
(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ۹۴)

۲۲- حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز مولانا رشید احمد صاحب کو چار عدد منی آرڈر فارم عنایت فرمائے جو مختلف جگہ جا رہے تھے ایک صاحبہ نے اپنی پوری کیفیت اور مفلسی کا ذکر کرنے کے بعد لکھا تھا کہ میں یہاں مسلم نسواں اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ اس ماہ فیس نہ ہونے کی وجہ سے ڈر ہے کہ نام خارج ہو جائے۔ آپ مدد فرمائیں تو میں بہت بڑی دشواری سے بچ جاؤں۔ حضرت مدنیؒ نے ان کو تسلی دی تھی اور فیس مع کچھ زائد رقم روانہ فرما دی۔ ایک صاحبہ نے سردی کے سامان کے لئے مدد طلب کی تھی۔ انہیں مکمل سردی کا سامان تیار کرنے کے لیے خرچ روانہ فرمایا۔ ایک منی آرڈر ان کے نام تھا۔ اس کے علاوہ جو سلسلے مستقل امداد کے تھے بیماری کے شدید سے شدید زمانے میں کبھی ذہن سے فراموش نہ ہوئے۔

سبحان اللہ ہمارے اسلاف میں انسانی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ کس قدر موجزن تھا۔ ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۱۳)

۲۴- حضرت مولینا سید حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے دو چار دن قبل سینے میں درد شروع ہوا لیکن حضرت نے نہ کسی سے بیان کیا اور نہ کسی طرح اظہار ہونے دیا۔ ایک بار مولانا... رشید احمد صاحب نے عرض کیا حضرت کیا تکلیف بہت زیادہ ہے؟

فرمایا! دیکھو بھائی میں کس قدر مجبور ہو گیا ہوں کس قدر افسوس کی بات ہے اتنا کمزور ہو گیا ہوں کہ مجھ میں ذرا بھی صبر و ضبط و تحمل کی طاقت نہیں رہی۔ اتنی ذرا سی تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ ہر لمحہ ہاتھ پر ہاتھ ملتے رہتے اور فرماتے جاتے ہائے افسوس عمر ضائع ہوئی کبھی کبھی بے تحاشہ حسرت و افسوس کی ماری ہوئی ایک آہ نکلتی اور فرمانے لگتے۔ یا اللہ کیا منہ دکھاؤں گا۔ یا اللہ من مسکینم۔ رحم کن برمن بیچارہ و مسکین۔

اللہ اللہ کیا عاجزی و انکساری تھی کہ باوجود مجاہدانہ اور زاہدانہ زندگی گذارنے کے پھر بھی احساس عبادت و ریاضت تھا۔ اور ایک ہم ہیں کہ ہر وقت مدہوش و محو خواب ہیں اور پھر بھی مطمئن۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۱۴)

۲۴۔ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان خانہ میں ایک صاحب تقریبًا دو ماہ تک مقیم رہے نہ نماز پڑھتے اور نہ حضرت کی مجلس میں شریک ہوتے۔ خادم مہمان خانہ نے ان سے کہا تم دو ماہ سے مقیم ہو۔ حضرت سے کوئی مقصد بھی عرض نہیں کرتے۔ نماز نہیں پڑھتے اگر تمہارا کوئی کام نہیں ہے تو جاؤ اپنا گھر بار دیکھو۔ اتفاق سے جس وقت خادم یہ کہہ رہا تھا مولانا سیّد فرید الوحیدی صاحب مدظلہ بھی وہاں موجود تھے۔ بات رفت گزشت ہوگئی۔ وہ مہمان بھی رخصت ہوگئے۔

مہینوں کے بعد کسی موقعہ پر حضرت مدنیؒ کو اس واقعہ کا علم ہوا جب مولانا سیّد فرید الوحیدی حاضر ہوئے ایک دم ڈانٹنا شروع فرمادیا:۔

"کس نے مہمان سے کہا چلے جاؤ۔ مردک۔ گدھے تو اسی لئے پیدا ہوا تھا"

جب مولانا فرید الوحیدی صاحب نے نہایت صفائی کے ساتھ اپنا بے قصور ہونا ثابت کیا تو فرمایا:۔

"تو وہاں موجود تو تھا۔ تو نے روکا کیوں نہیں"

مولانا سیّد فرید الوحیدی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت وہ مہمان دو ماہ سے مقیم تھے، تارک الصلوٰۃ تھے۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ صوفی جی کچھ بے جا نہیں کر رہے ہیں اس پر فرمایا:

"ترکِ صلوٰۃ ہمارا نہیں خدا کا قصور ہے اس پر ان کو سمجھانا چاہیئے تھا اور دو ماہ رہے کوئی مہمان چاہے سو ماہ رہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھے یہ نہ سمجھنا کہ میں سفر پر رہتا ہوں۔ مجھے علم نہیں ہوتا اگر کسی نے مہمانوں کو تکلیف پہنچائی تو میں قیامت کے دن دامن گیر ہوں گا۔"

یہ تھے حضرت مدنیؒ کے اخلاق اور یہ تھا ان کا سُنّتِ نبویؐ کے ساتھ شغف۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَكْرِمُوا الضَّيْفَ ۔ مہمان کی عزت کرو۔

(روزنامہ الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۹)

۲۵۔ ایک مرتبہ ایک ٹھیٹھ دیہاتی صاحب دسترخوان پر حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ سے اپنے کسی ذاتی تنازعہ کا تذکرہ کر رہے تھے اپنے فریقِ مخالف کی زیادتیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے غصّہ میں بھر گئے اور ایک دم چند عریاں گالیاں اپنے فریقِ مخالف کو دے ڈالیں۔ حضرت مدنیؒ نے اس موقعہ پر حقِ میزبانی اس طرح ادا فرمایا کہ بلطائف الحیل گفتگو کا رخ بدل دیا۔ سبحان اللہ حضرت مدنیؒ کو اللہ نے کس قدر بلند اخلاق سے نوازا تھا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۲)

۲۶۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

کے پاس چند حضرات کسی گاڑی سے تشریف لائے اور حضرت کو مدعو کرنا چاہا۔ حضرت مدنی رح کے عذر فرمانے پر انہوں نے اصرار اور زیادہ کر دیا۔ جوں جوں حضرت عذر فرماتے جاتے ان کا بلا دلیل اصرار بڑھتا جاتا تھا آخر حضرت نے کسی قدر بلند آواز میں فرمایا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں ؟ کیا ملازمت چھوڑ دوں اسی طرح مارا مارا پھرا کروں"۔

ان حضرات نے نہایت برجستگی سے فرمایا کہ:۔

"ملازمت چھوڑ دے یا نہ چھوڑ۔ مار دے چاہے گاڑ دے مگر تجرت (حضرت) ہم تو تجھے لے ہی کے ٹلیں گے"۔

حضرت مدنی رح نے مسکرا کر ان سے وعدہ فرمایا اور مقررہ تاریخ ڈائری میں نوٹ کرا کے انہیں ہنسی خوشی رخصت کیا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ۱۲۰)

۲۷۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح کی وفات سے دو تین سال قبل جب کہ ضعف بھی طاری و حاوی ہو چلا تھا۔ گھٹنوں میں اٹھتے بیٹھتے تکلیف بھی ہوتی تھی ایک صاحب نے تعویذ کی فرمائش کی۔ حضرت رح اندر تشریف لے جا رہے تھے ان سے فرمایا کہ آپ تشریف رکھیں میں ابھی لاتا ہوں۔ جب تعویذ لکھ چکے تو مولانا سید فرید الوحیدی صاحب مدظلہ (نبیرہ حضرت مدنی رح) نے عرض کیا۔

"مجھے تعویذ دیدیجئے میں دے دوں گا"

فرمایا تو ترکیب نہیں سمجھا سکے گا۔ چنانچہ باہر تشریف لائے اور تعویذ دے کر نہایت تفصیل کے ساتھ اس کی ترکیب سمجھائی اور جوں ہی واپس گھر جانے لگے تو اس شخص نے دوبارہ آگے بڑھ کر عرض کیا کہ

"حضرت ایک تعویذ مجھے اپنے لڑکے لئے بھی چاہیئے"

فرمایا بہت اچھا اور پھر گھر میں تشریف لے گئے اور تعویذ لکھا اور اس مرتبہ پھر مولوی فرید الوحیدی صاحب مدظلہ نے عرض کیا کہ میں دے دوں گا، مگر حضرت نے انکار فرمادیا اور خود ہی باہر تشریف لائے اور تعویذ مرحمت فرمایا اب اس کی جرأت اور قوی ہوگئی تھی اور اس نے اپنی بیوی کے لئے بھی ایک تعویذ کی فرمائش کی حضرت اسی خندہ پیشانی کے ساتھ تیسری مرتبہ اندر گئے تعویذ لکھا اور خود لاکر اسے دیا۔

وقت رخصت حضرت نے اس سے نہایت نرمی اور ملاطفت کے ساتھ رخصتی سلام و مصافحہ کیا۔

(روز نامہ الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۲)

۲۸۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رات کے بارہ بجے درس حدیث سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو مہمان خانہ میں ایک مہمان نے آرڈر دے کر پوچھا کون ہے ؟ حضرت نے اپنا نام نہ بتایا اور بڑی نرمی سے فرمایا کہ آپ کو کچھ کام ہے۔

مہمان نے۔ کہا ذرا حقہ بھر دو تعمیل حکم کے لئے حضرت آہستگی سے چارپائی کی طرف بڑھے رات کے بارہ بجے کا وقت تھا خواب وبیداری کی کشمکش کا عالم تھا۔ مہمان کچھ ضعیف العمر تھے۔ حضرت چارپائی کے پاس پہونچے تو قدموں کی چاپ سن کر بھی مرد خدا نے آنکھیں نہ کھولیں اور لیٹے لیٹے فرمایا میاں صاحب چلم بھر رہے ہو تو حقہ بھی تازہ کرلینا نہ جانے کب سے تازہ نہیں ہوا ہے۔ کچھ مزہ نہیں آیا۔ حضرت حقہ لے کر زنان خانہ میں تشریف لائے اہل خانہ محوخواب تھے۔ حقہ تازہ کیا، آگ سلگائی، انگارے تیار کئے چلم بھری اور لے کر حاضر خدمت ہوئے ادھر بڑے میاں نے سوچا کہ آنکھ کھل گئی ہے تو لگے ہاتھوں پیشاب سے بھی فارغ ہولیں چنانچہ وہ پیشاب سے فارغ ہوکر آئے ادھر سے مہمان نواز میزبان حقہ لئے پہونچے۔ مہمان نے میزبان کی صورت دیکھی تو نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا سانس اوپر رہ گیا۔ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا حضرت مدنی نے بکمال شفقت انکساری سے فرمایا:

"آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے خدمت لی۔ ہمارے والد مرحوم بھی حقہ پیتے تھے۔ اس لئے مجھے تو عادت ہے اور مہمان کی خدمت بڑا شرف وامتیاز ہے۔"

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۲۰)

۲۹- حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان خانہ

میں کچھ لوگ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے تذکرہ میں ان کی مجددیت پر بحث کر رہے تھے۔ کچھ کی رائے مخالفت میں تھی اور کچھ موافق تھے۔ اسی دوران ایک شخص نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی شان میں سخت بات بھی کہی۔ جو مولانا سید فریدالوحیدی صاحب مدظلہٗ کو ناگوار گزری۔ جب حضرت مدنیؒ بارہ بجے رات کو درس بخاری شریف سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو مولانا سید فریدالوحیدی صاحب مدظلہٗ نے پوری گفتگو نقل کر کے سوال کیا کہ:

"کیا حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ میں شان مجددیت تھی؟"۔

نہایت وقار اور سنجیدگی سے فرمایا کہ:۔

"بے شک وہ مجدد تھے انہوں نے ایسے وقت میں دین کی خدمت کی جب دین کو خدمت کی بہت احتیاج تھی۔"

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۲۳)

۳۰۔ نواب زادہ لیاقت علی خان مرحوم شہید ہوئے تو بعض حضرات کو اس پر اعتراض ہوا کہ مَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ میں ان کا شمار نہیں ہے۔ اس لئے ان کی شہادت ثابت نہیں ہے مولانا سید فریدالوحیدی صاحب نے ظہر کے بعد کی مجلس میں جبکہ معترضین بھی موجود تھے باآواز بلند تفصیل کے ساتھ استفسار کیا۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا

"کون جاہل اس میں شک کرتا ہے بے شک وہ شہید ہوئے۔"

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۲۳)

۳۱۔ ۱۹۲۰ء میں سیوہارہ میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا حضرت مدنیؒ کو سیکنڈ کلاس کا کرایہ اور ایک خادم کا کرایہ اور کچھ زائد رقم منی آرڈر کر دی گئی۔ مولانا سید حسین احمد صاحبؒ اس زمانہ میں کلکتہ میں مقیم تھے۔ چھبیس ۲۶ گھنٹے کے سفر میں مولانا مدنیؒ بہ نفس نفیس تشریف لائے کوئی خادم وغیرہ ساتھ نہ تھا۔ کیمپ آتے ہی سب سے پہلے حضرت نے دریافت کیا کہ ناظم صاحب کا دفتر کہاں ہے۔ دفتر میں پہنچ کر سلام و مصافحہ کے بعد میز پر ایک پرچہ اور کچھ روپے رکھ کر قیام گاہ تشریف لے گئے۔ پرچہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مولانا موصوف نے تھرڈ کلاس میں سفر کیا ہے اور ناشتہ وغیرہ میں صرف سات روپے خرچ کئے ہیں کسی لیڈر کسی عالم نے ایسی کفایت شعاری کا عمل نہیں کیا۔ جب واپسی کا دن آیا تو ممبران جلسہ نے طے کیا کہ مولانا کو سّو روپے رخصت ہوتے وقت پیش کئے جائیں جب حسب قرارداد حضرت کی خدمت میں رقم پیش کی گئی تو فرمایا کہ جو پرچہ میں نے آپ کو پیش کیا تھا کیا وہ گم ہو گیا۔ ناظم جلسہ نے عرض کیا موجود ہے۔ شامل حساب ہے تو فرمایا کہ اسے دیکھا نہیں عرض کیا گیا کہ اس کو دیکھا ہے اور رجسٹر حساب میں اس کا اندراج کرایا ہے۔ فرمایا بس اسی قدر رقم مجھے دیدیجیے۔ مولانا قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم جلسہ نے عرض کیا کہ کمیٹی نے جو تجویز کیا ہے وہ پیش کر رہا ہوں۔ اور

آپ کو بھی کمیٹی کی تجویز کو قبول کرنا چاہیئے۔ فرمایا کمیٹی میں کتنے ممبر ہیں۔
ناظم جلسہ نے عرض کیا سات آدمی ہیں فرمایا اس جلسہ پر جو روپیہ
خرچ ہو رہا ہے وہ آپ ہی صاحبوں کا ہے یا چندۂ عام سے ہے، عرض
کیا گیا عام چندہ ہے۔ فرمایا پھر آپ کو اس طرح خرچ کرنے کا حق نہیں
ہے۔ مولٰنا ظہور الحسن صاحب سیوہاروی مدظلہ نے عرض کیا کہ
لوگوں نے ہمیں اختیار دیا ہے فرمایا پبلک نے آپ کو یہ سمجھ کر اختیار
دیا ہے کہ آپ کفایت شعاری کے ساتھ واجبی طور پر خرچ کریں گے۔
آپ اس بیدردی سے خرچ کرنے کے مجاز و مختار نہیں ہیں۔ غرضیکہ
حضرت نے اس سے زائد رقم لینے سے صاف انکار فرما دیا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۴۷)

۲۳۲۔ ایک مرتبہ مولانا قاضی ظہور الحسن صاحب سیوہاروی
مدظلہ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ
کچھ مقروض ہیں۔ انہوں نے حیدر آباد دکن میں نواب فخر یار جنگ
معتمد فنانس اور چند دیگر با اختیار حکام سے ذکر کیا تو یہ طے پایا کہ
مولانا مدنیؒ کو یہاں بلایا جائے اور سر حیدری صاحب وغیرہ
وزراء سے ملایا جائے۔ پھر اس طرح تحریک کر کے پانچ ہزار روپیہ
مد خیرات نظامیہ سے دلایا جائے۔ قاضی صاحب نے حضرت
مدنیؒ کو لکھا تو حضرت نے تحریر فرمایا:

"مجھے اس ذلت کے ساتھ ایسے رقم لینا منظور نہیں۔"

سچ ہے ؎

ترک دُنیا چیست اے مردِ فقیر
لا طمع بودن ز سلطان و امیر

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صک۱۴)

۳۳۔ رمضان المبارک میں حضرت شیخ الاسلام مدنی تمام رات نوافل میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ دو تین صاحب اور بھی ساتھ ہوتے تھے شیخ الہندؒ کے دیوان خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رمضان میں عصر کے بعد مولانا مدنیؒ باہر سے آئے اور شیروانی اتار کر ٹکادی اور بیت الخلاء کو چلے گئے۔ شیروانی اندر لٹکی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان لڑکا آیا۔ اس نے جیب میں سے روپے اور پیسے نکال لیے۔ کل پانچ روپے اور کچھ پیسے تھے۔ ایک صاحب نے دیکھ لیا اور اس کو پکڑ لیا وہ رونے لگا۔ حضرت جب باہر آئے تو لڑکے کو پیش کیا گیا۔ حضرت نے وہ روپے لے کر دو روپے اس کو دیئے اور تسلی اور دلاسا دے کر رخصت کر دیا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صک۱۴)

۳۴۔ ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ درس بخاری شریف دے کر تقریبًا بارہ بجے مہمان خانے میں تشریف لائے سردی کا سخت موسم تھا۔ ایک صاحب خستہ حال بوسیدہ کپڑے میں ملبوس چارپائی پر بیٹھے تھے۔ حضرت مولانا فیض اللہ صاحب مدظلہٗ

سے جو ساتھ تھے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ کیوں بیٹھے ہیں جبکہ سارے مہمان آرام فرما ہیں۔ اور خود بھی ساتھ چل دیئے۔ دریافت کرنے پر اس مہمان نے جواب دیا کہ کسی صاحب نے مجھے دسترخوان سے اٹھا دیا اور میرے پاس لحاف وغیرہ بھی نہیں ہے۔ حضرت مدنیؒ پر بڑا اثر ہوا۔ بار بار ان کا نام پوچھا مگر پتہ نہ چلا فوراً اندر تشریف لے گئے اور کھانا لے کر خود باہر تشریف لائے اور جب تک اس مہمان نے کھانا نہیں کھایا آپ باہر ہی بیٹھے رہے۔ سارے مہمان اور اہل خانہ سو چکے تھے حضرت اندر تشریف لے گئے اور اپنا بستر اٹھا لائے اور اس کو بچھوایا اور خود ساری رات عبا اوڑھ کر گذار دی۔ مولانا فیض اللہ صاحب مدظلہ کا بیان ہے کہ میں نے بہت اصرار کیا اور چاہا کہ میں اپنا بستر لے آؤں اور حضرت آرام فرمائیں مگر اس پیکر سنت نے گوارہ نہ فرمایا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۵۱)

۵۳۔ ایک صاحب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سخت مخالف تھے ایک مرتبہ ان کا آنا دیوبند ہوا سوچا کہ دارالعلوم بھی دیکھ لیا جائے۔ جب دارالعلوم پہونچے تو معلوم ہوا کہ حضرت مدنیؒ درس دے رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر میں تشریف لائیں گے خبر رساں نے یہ پیغام بھی پہنچایا کہ آپ سے ملے بغیر نہ چلے جائیے ان صاحب کا بیان ہے کہ میں دل میں شرمندہ ہوا کہ مولانا سید تو

تو میری ذرا بھی جان پہچان نہیں ہے نہ نام پوچھا نہ پتہ معلوم کیا خیال پیدا ہوا کہ واقعی یہ ہستی بے مثال اور بلند اخلاق کی مالک ہے میں نے کچھ دیر توقف کیا۔ پھر حضرت مولانا کی آمد پر شرف ملاقات ہوا۔ مولانا نے مزاج پرسی کے بعد پوچھا کہ بستر کہاں ہے؟ میں نے کہا فلاں جگہ۔ آپ نے کہا نہیں ہرگز نہیں بستر وسامان وغیرہ سب یہاں آئے گا۔ آپ ہمارے مہمان ہیں چلئے بتائیے بستر کہاں ہے؟ میں اٹھا کر لاتا ہوں۔ یہ سن کر میں چکر میں پڑ گیا کہ میں یہ کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں مولانا کو جلد سامان وغیرہ لانے کا یقین دلایا اور رخصت حاصل کی شب کو اس کشمکش و پیچ میں کہ دارالعلوم کھانا کھا کر جاؤں یا بغیر کھانا کھائے۔ کافی دیر ہو گئی کچھ اور کام بھی کرنے تھے چنانچہ پھر بغیر کھائے دارالعلوم کی طرف روانہ ہوا۔ پہونچا، دیکھا کہ قریب قریب سب لوگ میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر قسم کھائی کہ ایسوں کی غلامی میرے لئے باعث فخر ہے ان کو برا بھلا کہنے والے دراصل اندھیروں میں ہیں اور ان پر حقیقت نہیں کھلی ہے۔ نہ جانے کتنی دیر سے میرا انتظار ہو رہا تھا ایک معمولی شخص کا انتظار، ایک اجنبی شخص کا انتظار میں اندر ہی اندر حیرت زدہ تھا اب تک میں کن خرافات میں مبتلا تھا

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۵۱)

۳۶۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ ایک تقریب میں

بچھرایوں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ مولانا اسعد میاں صاحب مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔ میزبان صاحبان نے ایک خاص کمرے میں حضرت کے کھانے کا انتظام کیا اور اصرار کیا کہ حضرت وہاں تشریف لے چلیں قصبہ کے دوسرے لوگ دالان میں کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت نے اس امتیازی شان کو قطعًا پسند نہ کیا جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا۔

قضاء حاجت کے لئے بھی انسان وہیں جاتا ہے جہاں سب جاتے ہیں پھر آپ مجمع میں تشریف لے گئے اور سب کے ساتھ اسی عام دستر پر کھانا تناول فرمایا

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۵۱)

۳۷۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں روزانہ بعد عصر مجلس ہوا کرتی تھی جس میں اساتذہ کرام اور طلبہ سب ہی شامل ہوا کرتے تھے اسی مجلس میں ایک روز حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہندؒ سے عرض کیا:

"حضرت مولانا حسین احمد صاحب کو حجاز سے آپ یہاں بلالیں تو بہتر ہے وہ دارالعلوم کے اہل ہیں اور دارالعلوم کو ان کی ضرورت ہے وہاں ان کی جگہ پر کسی دوسرے صاحب کو متعین فرما

دیجئے"

حضرت شیخ الہندؒ نے معمولی سکوت کے بعد فرمایا کہ:۔

"محمد انور تم جانتے نہیں ہو حسین احمد وہاں بہت اہم امور انجام دے رہے ہیں حجاز کے مشہور مشہور شافعی، مالکی اور حنبلی علماء آتے ہیں اور شریک درس ہوتے ہیں جن کا مقصد صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اور ان کے مسلک پر اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ حسین احمد تنہا ان سب کا جواب دیتے ہیں اور کسی کے بس کی بات نہیں جو اتنا بڑا کام انجام دے سکے انہیں وہیں رہنے دو"

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۵۳)

* * *

۳۸۔ درس کے وقت طلبہ سوالات پرچیوں میں لکھ کر پیش کر دیا کرتے تھے ان میں بعض پرچیاں خود حضرت کے ذاتی معاملات سے متعلق ہوتی تھیں جن میں کوئی تلخ بات بھی ہوتی تھی مگر حضرت اس کا جواب اسی خندہ پیشانی کے ساتھ دیتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک پرچی میں تحریر تھا۔
"حضرت آپ ٹخنے سے نیچے پائجامہ کیوں پہنتے ہیں یہ تو ازروئے حدیث حرام اور ممنوع ہے" حضرت مدنی رحمۃ اللہ نے پرچی سنائی اور پھر فوراً کھڑے ہوگئے اور پائچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔
حضور! کون کہتا ہے کہ میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہنتا ہوں دیکھئے میرا پائجامہ کہاں ٹخنوں سے نیچے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کبھی غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر تو ند کی وجہ سے نیچے ہو جاتا ہو، پھر بھی میں کافی احتیاط اور خیال رکھتا ہوں، بھلا میں اسکی جرأت بھی کیسے کر سکتا ہوں جبکہ حدیث میں اس کی صریح ممانعت آئی ہے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۳)

۳۹۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جمعیۃ علماء ہند دہلی کے دفتر میں قیام فرما تھے۔ نماز عصر کا وقت آیا خدام نے جماعت کے لئے چٹائیاں بچھادیں۔ حضرتؒ کمرے کے باہر تشریف لائے نئی چٹائیوں پر نظر پڑی۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ کی طرف مخاطب ہوکر مسرت کے لہجہ میں فرمایا
"ناظم اعلیٰ صاحب نے بہت اچھا انتظام فرمایا ہے"

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یہ ناظم اعلیٰ صاحب کا انتظام نہیں بلکہ آپ کے خادم چودھری عبدالرحمن صاحب کی غفلت ہے۔ یہ چٹائیاں فروخت کرتے ہیں تو اس وقت نماز کے لئے بچھادی ہیں۔ حضرت نے جیسے ہی سنا فوراً رنگ بدل گیا اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور فرمایا نہیں ان کو اٹھا دو۔ خدام نے عرض کیا کہ حضرت چودھری عبدالرحمن صاحب نے اپنی خوشی سے بچھائی ہیں فرمایا۔

نہیں وہ ان کو غیر مستعمل (بالکل نئی) بناکر فروخت کریں گے حالانکہ وہ استعمال میں آچکی ہوں گی وہ فروخت کرنے میں جھوٹ بولیں گے یہ کب درست ہے؟ چنانچہ چٹائیاں اٹھا دی گئیں دفتر کی چٹائیاں بچھیں اور ان پر نماز ادا فرمائی۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۱۵۶)

۴۰۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ ۱۹۳۶ء میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے مرادآباد تشریف لے گئے۔ حضرت مدنیؒ کا قیام حکیم محمد عمر صاحب کے گھر تھا۔ حضرت مدنی قیام گاہ سے تانگہ میں جلسہ کے مقام پر تشریف لائے۔ ایسے مواقع پر آمد و رفت کا خرچہ منتظمین ادا

تے ہیں۔

چنانچہ جب حضرت مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کرایہ ادا کرنا چاہتے تھے تو سختی سے منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ میرا وہاں قیام اپنی رائے سے ذاتی طور پر ہوتا ہے یہ خرچ جماعت کے مالیہ پر نہیں پڑ سکتا۔ نیز اس بات کی ہدایت فرمائی کہ جماعتی اور غیر جماعتی خرچ میں ہمیشہ امتیاز رکھا جائے۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۶)

۴۱۔ اسارت مالٹا کے زمانہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کو ٹھنڈے پانی سے وضو وغیرہ کرنے میں نقصان ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت شیخ الہند گرم پانی استعمال فرماتے تھے لیکن مالٹا کی قید میں گرم پانی کا کس طرح انتظام ہو سکتا تھا ایسی صورت کا حل حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے اس طرح نکالا کہ لوٹے میں پانی لے کر اپنے پیٹ سے چمٹا کر سر کو جھکا کر تقریباً ۲۰ منٹ بیٹھ جاتے تو پیٹ کی گرمی سے پانی میں کچھ حرارت پیدا ہو جاتی۔ اسی پانی سے حضرت شیخ الہند وضو فرماتے اور اسی طرح پورے زمانہ اسارت میں پانی گرم کرکے دیتے رہے استاذ محترم کی خدمت نے حضرت مدنیؒ کو عظمت عطا

فرمائی اور اقصائے عالم میں حضرت مدنی شیخ الاسلام بن کر چمکے

(الجمعیۃ صفحہ ۱۵۶)

۴۲۔ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند میں ایک طالب علم کا وظیفہ نمبرات کی کمی کی وجہ سے بند ہوگیا۔ اس بنا پر اس طالب علم نے تقریباً تین دن تک کھانا نہیں کھایا اور فاقے سے رہا جب مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی کو معلوم ہوا تو انھوں نے کھانا کھلانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ مولانا ریاض احمد صاحب نے اس کی خبر حضرت مدنیؒ کو کردی۔ آپ نے اس اس طالب علم کو اپنی جیب سے فوری طور پر انتظام فرما دیا۔

سبحان اللہ حضرت مدنیؒ کی طالب علموں پر شفقت اور محبت کا عجیب حال تھا۔

(الجمعیۃ صفحہ ۱۵۶)

(۴۳) بنگال کے سفر میں ایک جگہ لوگ حضرت کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور اخبارات میں اس کا چرچا ہوا تو چودھری مقبول الرحمٰن خاں سیوہاروی نے ان کی ہجو میں ایک نظم لکھی اور ان کے لئے کچھ بد دعائیں بھی دیں۔ اس نظم کو اشاعت کے لئے بجنور بھیج دیا تاکہ "مدینہ" اخبار میں شائع کردی جائے۔ جب

نظم شائع نہ ہوئی تو مالک اخبار کو بطور شکایت خط لکھا، انکی طرف سے جواب ملا کہ جب وہ نظم یہاں پہونچی تو حضرت یہاں دفتر میں تشریف فرما تھے۔ ان کو علم ہوگیا اور انہوں نے سختی سے شائع کرنے سے روک دیا۔ اگلے مہینے حضرت سیوہارہ تشریف لائے، تو مولانا قاضی ظہور الحسن نے عرض کیا۔

حضرت آپ نے ہماری مرسلہ نظم کو شائع ہونے سے کیوں روکدیا۔ فرمایا "میرے بھائی! میرے ساتھ جس کسی نے جو کچھ کیا ہے یا کوئی آئندہ کریگا۔ میں سب کو معاف کرچکا ہوں، آپ میری وجہ سے کسی کو برا بھلا نہ کہیں یکسی کے لئے بددعا کریں۔" (بیس بڑے مسلمان ص۱۳۵)

(۴۴) ۱۹۴۵ء کا ذکر ہے کہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح کے ساتھ مشرقی پنجاب کے ایک ریلوے اسٹیشن پر ایک مخالف مجمع نے جس کا اختلاف سیاسی نوعیت کا تھا۔ حضرت مدنی رح پر سنگ باری شروع کردی۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی نے حضرت شیخ الاسلام مدنی رح کو آڑ میں لے لیا۔ اور خود کو مجمع کے سامنے پیش کردیا۔ اور اب مولانا پر بلا تامل پتھر برسنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک پتھر نازک جگہ پر آکر لگا۔ مولانا حفظ الرحمٰن فرماتے تھے کہ میں یہ تہیہ کرچکا تھا کہ جب تک حفظ الرحمٰن کے بدن میں جان موجود ہے۔ حضرت شیخ الاسلام

پر آنچ نہ آنے دوں گا۔

اس سنگ باری کے سلسلہ کا ایک واقعہ یہ بھی ہے۔ جو مولانا مفتی جمیل الرحمٰن نائب مفتی دارالعلوم دیوبند سے حضرت مولنا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری رحؒ نے بیان فرمایا کہ پاکستان میں ایک مقام پر ایک شخص ان کو ملا اور بے اختیار رونے لگا۔ دریافت کرنے پر اس نے یہ داستان سنائی کہ وہ مشرقی پنجاب کا رہنے والا ہے اور جس مجمع نے حضرت شیخ پر سنگباری کی تھی بدبختی سے یہ بھی اس میں موجود تھا، اس نے بتلایا کہ اس مظاہرے کے موقعہ پر تشفی غیظ کے لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ برہنہ ہو کر حضرت شیخ الاسلام مدنی رحؒ کے سامنے ناچنے لگا۔ واقعہ رفت و گزشت ہو گیا۔ لیکن "لایضل ربی ولا ینسیٰ"۔ کچھ عرصہ بعد جب پنجاب میں ہولناک فسادات ہوئے تو سکھوں نے اس کے ساتھ یہ طریقہ برتا کہ اسکو ایک ستون سے باندھ دیا اور گھر کی بہو بیٹیوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ برہنہ ہو کر اس کے اور مجمع کے سامنے ناچیں۔ اس نے کہا کہ اس وقت میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ آج کا یہ ناچ اس برہنہ ناچ کا قدرتی انتقام ہے جو حضرت مدنی رحؒ کی اہانت کی غرض سے میں نے کیا تھا۔

(بیس بڑے مسلمان ص۵۱۴)

(۴۵) قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی نے فرمایا کہ میں نہ مولانا سید حسین احمد مدنی کا شاگرد ہوں، نہ مرید، نہ پیر بھائی۔ ان کے مجاہدانہ کارناموں سے مجھے ان سے محبت و عقیدت ہو گئی تھی۔ میں ایک مرتبہ لکھنؤ سے ریل میں سفر کر رہا تھا، میری طبیعت خراب تھی، چادر اوڑھ کر سیٹ پر لیٹ گیا۔ بخار تھا، اعضاء شکنی تھی اسلئے کراہتا بھی تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کونسا اسٹیشن آیا اور کون مسافر سوار ہوا، بریلی کے اسٹیشن کے بعد ایک شخص نے میرے پاؤں اور کمر دبانا شروع کی مجھے بہت راحت ہوئی۔ چپکا لیٹا رہا اور وہ دباتا رہا۔ مجھے پیاس لگی پانی مانگا تو اس نے اپنی صراحی سے گلاس پانی کا دیا اور کہا پیجئے۔ میں نے اٹھ کر دیکھا تو مولانا مدنی تھے۔ مجھے ندامت ہوئی اور معذرت کی، لیکن انھوں نے اس درجہ مجبور کیا کہ میں پھر لیٹ گیا اور وہ رامپور تک مجھ کو دباتے رہے۔ پھر میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

(۴۶) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح سیالدہ ایکسپریس سے مرادآباد اترے۔ اسی وقت پسنجر گاڑی سے سہارنپور کا قصد تھا۔ ایکسپریس سے ڈبے کٹ کر پسنجر کو لگ جاتے تھے۔ نماز عصر کا وقت آ گیا۔ پلیٹ فارم پر جماعت ہونے لگی تو ایک خادم جو ڈبے میں تھا حضرت نے اس کو بھی بلوالیا۔ مولانا

انصار الحق صاحب نے عرض کیا۔ سامان کی حفاظت کون کرے گا
فرمایا" اللہ محافظ ہے" (ایضاً صفحہ ۱۹۵)

(۷۴) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ؒ ایک دفعہ بریلی تشریف لائے کہ جلسہ سے خطاب کریں۔ موتی پارک میں بعد مغرب تقریر تھی، پنڈال بھر چکا تھا صرف حضرت کا انتظار تھا، آپ تشریف لے آئے۔ معززین شہر ساتھ تھے۔ پارک سے باہر مخالفین کا زبردست ہجوم تھا، جو اپنے مخالفانہ قابل شرمناک نعرے لگا رہا تھا اور حضرت کو روکنا چاہا۔ مگر حضرت مدنی ؒ برابر بڑھتے رہے اور جلسہ گاہ میں بعد تلاوت قرآن کریم تقریر شروع کی۔ ادھر مخالفین نے پوری قوت سے تارکول کے خالی ڈرام کو بجانا شروع کر دیا اور کیلوں کے چھلکے پھینکنے شروع کر دیئے۔ تقریر پھر بھی جاری رہی۔ حضرت مدنی ؒ نے مجمع کو کوئی دفاعی کارروائی کرنے سے قطعاً روک دیا۔ بالآخر پتھر برسنے لگے اور لوگ منتشر ہونے لگے۔ پتھروں کی کوئی کمی نہ تھی کہ سڑک بن رہی تھی ضلع کا افسر اعلیٰ آپ کا مخالف تھا۔ لہٰذا پولیس بجائے اسکے کہ ان کی سرکوبی کرتی ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہی۔ جانبازوں نے چاہا کہ حضرت مدنی ؒ کے گرد ہو کر سایہ کر لیں۔ مگر واہ رے صبر و استقامت کے پتلے حسین احمد۔ ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور انتہائی محبت اور شفقت سے فرمایا

کہ۔

حسین احمد کا سر آپ کے سروں سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔
آخر کار مخالفین نے روشنی کے قمقموں کو پتھر کا نشانہ بنایا اور فضا تاریک ہو گئی اور اپنے خیال میں جلسہ کو ناکام بنا دیا۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہو گیا ۔ حضرت اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قبل اس کے کہ بریلی سے واپس ہوں آپ کی جانب سے ایک ہینڈ بل شائع ہو کر تقسیم ہوا جو دعاؤں اور نصیحتوں سے پر تھا۔ اور جس کا مضمون اس شعر پر ختم ہوا تھا ؎

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

(بیس بڑے مسلمان صفحہ ۵۱۹)

(۴۸) کٹھور ضلع میرٹھ میں ایک مدرسہ کا سالانہ جلسہ تھا حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح بھی شریک تھے۔ نماز فجر کے بعد چائے سے پہلے حضرت ایک کمرہ میں بعض وابستگانِ عقیدت کو بیعت فرما رہے تھے۔ برابر کے کمرے میں چائے کا انتظام تھا اور مہمان خصوصی حضرت کے برآمد ہونے کے منتظر تھے۔ یکایک کمرہ کا دروازہ کھلا اور حضرت مدنی برآمد ہوئے۔ حضرت مدنی رح کے ہاں کا دستور یہ تھا کہ آپکی تشریف آوری پر کسی شخص کو تعظیماً کھڑے ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی

مگر بعض نئے زائرین جنہیں یہ دستور معلوم نہ تھا کھڑے ہو گئے ان کے ساتھ مولانا قاضی زین العابدین سجاد صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔ حضرت مدنیؒ فوراً اپنی جگہ رک گئے۔ جب تک سب کھڑے ہونے والے بیٹھ نہ گئے آگے قدم نہ بڑھایا۔ مجلس میں حضرت مدنیؒ رونق افروز ہوئے مولانا سجاد صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

آپ بھی کھڑے ہو گئے۔ کیا آپ نے یہ حدیث نہیں پڑھی جس میں ارشاد ہوا ہے کہ۔

لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضاً — جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تم نہ کھڑے ہو۔

مولانا سجاد صاحب مدظلہ نے نہایت عالمانہ جرأت کے ساتھ عرض کیا۔

" مگر اس حدیث کے ساتھ وہ حدیث بھی تو ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

قوموا الیٰ سیدکم۔ — تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ

حضرت مدنی نے تبسم فرمایا اور پوچھا۔

" یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس موقع پر ارشاد فرمایا۔

مولانا قاضی سجاد صاحب نے عرض کیا۔

حضرت جب بنی قریظہ کے یہودی گرفتار ہو کر آئے اور انھوں نے
اپنی غداری کی سزا تجویز کرنے کے لئے حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم تجویز
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو طلب فرمایا حضرت سعدؓ
آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا۔
قوموا الیٰ سید کم۔ تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

حضرت مدنیؒ نے سوال کیا۔
حضرت سعدؓ اس وقت کس حال میں تھے اور کس طرح آئے تھے۔
حضرت مولانا قاضی سجاد میرٹھی مدظلہ نے عرض کیا۔
بیمار تھے اور دراز گوش پر سوار ہو کر آئے تھے۔
حضرت مدنیؒ نے دریافت فرمایا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب کون تھے
مولانا قاضی سجاد مدظلہ نے عرض کیا۔
" انصار مدینہ تھے۔

حضرت مدنی نے ارشاد فرمایا۔
تو حضور کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ حضرت سعدؓ کو جو بیماری کی وجہ سے
معذور تھے۔ ان کے اعزہ و احباب آگے بڑھ کر سواری سے اتاریں
اور مسجد تک جہاں مجلس نبوی منعقد تھی تشریف لاتے ہیں ان کی مدد کریں

یہ مراد نہ تھی کہ حاضرین ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں"

پھر قدرے تامل کے بعد فرمایا۔

آپ نے غور نہیں کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموا الی سیدکم فرمایا ہے "الی" کے صلہ کے ساتھ" جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اپنے سردار کی طرف بڑھو۔ اگر یہ مراد ہوتی کہ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تو "قوموا لسیدکم" بصلہ لام فرمایا جاتا۔

(روزنامہ الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۳)

(۴۹) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کبھی اپنی تعریف سننا برداشت نہیں کرتے تھے، ایسے مواقع پر حضرت مدنیؒ بالعموم یہ حدیث شریف پڑھ کر سخت غضبناکی کے ساتھ ڈانٹا کرتے تھے،

اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب

(مسلم) یعنی فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم تعریف کرتے دیکھو تو اس کے منہ میں خاک جھونک دو۔

دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۵۶ء میں ختم بخاری شریف کے موقع پر بے حد مجمع تھا۔ جس وقت دعا سے فراغت ہوئی تو جناب آباد دیوبندی نے اپنی ثقل سماعت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ فاصلہ سے کھڑے ہو کر ایک مدحیہ قطعہ پڑھنا شروع کر دیا، مگر ان کی یہ تدبیر رکھی رہ گئی۔

حضرت مدنیؒ نے اول تو روکا مگر جب وہ پڑھتے ہی چلے گئے تو حضرت مدنیؒ نے تقریباً لیٹ کر تخت پر سے ہاتھ اٹھا کر انکو جھٹکا دیا اور وہ نظم لے کر چاک کر دی۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۵۶)

(۵۰) حضرت مدنیؒ کی آخری نماز جمعہ کا واقعہ ہے کہ آپ جامع مسجد دیوبند سے جب نماز کے بعد واپسی میں سیڑھیوں پر تشریف لائے تو سیڑھیاں از خود حضرت والا کے لئے خالی ہو چکی تھیں اتفاقاً کوئی دیہاتی قسم کا نمازی حضرت کے آگے ہو گیا کسی ہمراہی خادم نے ہاتھ کے اشارہ سے اس کو روکنا چاہا جس کو حضرت مدنیؒ نے محسوس فرما لیا۔

اللہ اکبر۔ پھر کیا تھا وہیں کھڑے ہو گئے اور اس خادم کو انتہائی غیظ کے ساتھ اس حرکت پر تنبیہ فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔

"کیا اس کو حق نہیں ہے؟ پھر اس کو کیوں روکا گیا"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت والا قدس سرہ ہمہ وقت تواضع للہ اور احتساب نفس میں مشغول رہتے تھے جس سے ان کی مبارک زندگی کا کوئی لمحہ خالی نہیں رہتا تھا۔ (الیضاً صفحہ ۵۵)

(۵۱) ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے اپنے والد صاحب سے

لڑائی کرلی اور معاملات عدالت تک چلے گئے، دونوں کے دو مدرسے کھل گئے تو ان کے معاملات سلجھانے کے لئے بڑے بڑوں نے کوششیں کیں مگر مسئلہ نہ حل ہوسکا حتیٰ کہ علامئہ فن حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی قدس سرہٗ جیسے ذکی اور زیرک شخصیت بھی تصفیہ نہ کرا سکی۔ اس مسئلہ میں حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جو موقف اختیار کیا تھا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نور نبوت سے انھوں نے کس قدر اکتساب فرمایا تھا۔

خلیل آباد (بستی) میں ارشاد فرمایا۔ کہ۔

"مولوی..... صاحب میرے پاس بھی معاملہ لیکے گئے تھے میں نے ان سے کہدیا کہ باپ بیٹے میں معاملات کچھ نہیں ہوتے جن کا فیصلہ کیا جائے۔ باپ، باپ ہے، بیٹا۔ بیٹا۔

پھر فرمایا:۔

"مگر جب انھوں نے معاملات ہی پر اصرار کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ جو رقم جس کام کے لئے دی گئی ہو اسے دیانت سے خرچ کرنا فرض ہے کہ واجب ہے کہ مستحب۔ انھوں نے کہا کہ فرض ہے تو میں نے کہا کہ اس کی کارکردگی کی تفصیل کاغذ پر لکھ لینا

فرض ہے کہ واجب کہ مستحب۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ مستحب ہے،
اس کے بعد میں نے پوچھا کہ باپ کی اطاعت کرنا اور اسے اُن
کا کہنا فرض ہے کہ واجب کہ مستحب۔ جواب ملا کہ فرض ہے۔
اس پر میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ عالم ہو کر ایک
مستحب کام کے لئے فرض کو چھوڑ بیٹھے ہو اور کہتے ہو کہ فیصلہ
کر دو۔"

چنانچہ فیصلہ ہو گیا (الجمعیۃ صفحہ ۷)

۲ ۵) ایک سجادہ نشین دم کرانے کے لئے کوئی چیز حضرت مدنی رح
کی خدمت میں لائے۔ فرمایا "یہ الٹی گنگا کیوں بہتی ہے"

۳ ۵) ایک عقیدت مند نے ایک کاغذ پیش کر کے درخواست کی
کہ اس پر کچھ تحریر فرما دیں میں بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا
اس پر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر لکھ دیا ؎

جہاں اے برادر نماند بہ کس دل اندر جہاں آفریں بند و بس

(الجمعیۃ صفحہ ۱۶)

۴ ۵) فرمایا دوازدہ تسبیح میں جہر اور ضرب دونوں ضروری ہیں مگر
جہر مفرط نہ ہو کہ نمازی یا سونے والے کو تکلیف ہو۔ (ایضاً)

۵ ۵) فرمایا سالک کی کیفیات و حالات کا چھوٹ جانا زیادہ نرگناہ

کے باعث ہوتا ہے۔

۵۶) رمضان کا مہینہ تھا، دن میں روزہ رکھنا، قرآن پاک یاد کرنا رات بھر تراویح و تہجد میں کھڑے رہنا اور ضعیفی کا یہ عالم عمر کے یہ تقاضے، طبیعت خراب ہو گئی۔

ڈاکٹروں نے تمام اشغال سے روک دیا اور کہا کہ آرام ضروری ہے، مگر جب بھی ذرا افاقہ دیکھتے اسی طرح سرگرم عمل ہو جاتے۔ نماز نفل بھی کبھی بیٹھ کر نہ پڑھتے جب کوئی بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ظاہر کرتا تو فرماتے۔ "مر ہی جاؤں گا اور کیا ہوگا"

۵۷) فرمایا۔

دل کو غیر اللہ سے پاک رکھو۔ مال و متاع۔ بیوی بچے سب کی محبت کو دل سے نکال کر پھینک دو، البتہ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہ ہونی چاہئے۔ دل میں خدا تعالیٰ کی محبت بساؤ

۵۸) فرمایا۔ صلوٰۃ الاوابین" اصل میں چاشت کی نماز ہے لوگ غلطی سے نوافل مغرب کو صلوٰۃ الاوابین سمجھتے ہیں صفحہ ۱۶

۵۹) فرمایا تہجد کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے جس کو ڈر ہو کہ آخر رات میں اٹھ نہ سکے گا تو وہ سوتے وقت تہجد پڑھ لے۔

(ایضاً صفحہ ۱۶)

(۶۱) صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب مدظلہٗ راوی ہیں کہ آسام میں ایک عالم نے حضرت سے سوال کیا کہ ائمہ حدیث نے پوری عمر صرف کر کے ایک ایک کتاب لکھی ہے اور ہم لوگ ایک ہی سال میں تمام ائمہ کی کتابیں پڑھ ڈالتے ہیں اس لئے ہمارا علم ان سب سے بڑھ گیا حالانکہ ہم لوگوں کو کچھ نہیں آتا۔

اس پر حضرت شیخ الاسلام مدنی رحؒ نے فرمایا۔

" علم اس نور کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ دل میں پیدا کر دیتے ہیں اگر اس طرح کے کاموں میں لگا رہے۔ (الجمعیۃ صفہ ۱۷)

(۶۲) وفات سے چند ماہ قبل حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ ایک طویل سفر سے واپس تشریف لائے تھے، فوراً ہی درس کی تیاری فرمانے لگے۔ دارالعلوم دیوبند کے جلیل القدر استاذ حضرت مولانا معراج الحق صاحب وہاں تشریف رکھتے تھے۔ انھوں نے عرض کیا حضرت اتنے طویل سفر کے بعد بخاری شریف کے درس میں تو بہت زحمت ہوگی۔ ارشاد ہوا۔

" سبق کے معاملہ میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی" (ایضاً صفہ ۱۶۱)

(۶۳) ایک مرتبہ مولانا محمد انیس صاحب مظفر نگری کی حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحؒ سے بنائے کعبہ کے بارے میں گفتگو ہوئی

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ — مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔

طلبہ نے سوال کیا کہ مسجدوں میں مشرکین سے چندہ لینا جائز ہے یا نہیں تو جواب نفی میں فرمایا۔ مدارس کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب اثبات میں تھا، سبق سے فراغت کے بعد مولانا انیس صاحب نے چلتے ہوئے سوال کیا۔ کہ

جب مسجد میں مشرکین کا روپیہ پیسہ نہیں لگایا جا سکتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو کیوں نہ منہدم کرایا جب کہ نبوت سے قبل تعمیر کعبہ مشرکین کے چندہ سے ہوئی تھی۔

فرمایا کہ وہ حدیث آپ کے سامنے نہیں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تیری قوم کا ابتدائی زمانہ اسلام ہوتا تو میں کعبہ کو منہدم کر کے بنائے ابراہیمی پر اس کی بنیاد رکھتا تو ضیکہ مصلحت کی بنا پر ایسا نہیں کیا چنانچہ پھر بعد کو کیا گیا (ایضاً صفحہ ۱۶۰)

(۶۲) مولانا محمد جلیل صاحب مدظلہ نے ایک مرتبہ خلوت میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کوئی چیز ایسی عطا فرما دی جائے جس کو میں تا زیست برکت

کے لئے اپنے پاس رکھوں ؟

"حسرتناک لہجہ میں جواب دیا"

"ذکر اللہ سے بڑھ کر کیا چیز ہے جس کو اپنے پاس رکھا جائے"

نفی اثبات کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اللہ کے علاوہ محبت کسی سے نہ کرنی چاہیئے البتہ حقوق سب کے ادا کرنے چاہئیں۔

ایک مرتبہ مولانا محمد جلیل صاحب نے تنہائی میں عرض کیا کہ آخر شب میں اکثر یہی دعا مانگا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو مجھ سے راضی ہو جا۔ ارشاد ہوا۔

سب کاموں کا دار و مدار اسی پہ ہے کہ اللہ راضی ہو۔

(۵ ۶) ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب نے خطبہ عربی میں کیوں ضروری ہے اور اس میں کیا حکمتیں ہیں کے موضوع پر اظہار خیال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

آج اسلام کو تیرہ سو برس سے زیادہ ہو گئے۔ خطبہ عربی زبان ہی میں پڑھا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد قرون اولیٰ ہی میں اسلام ان ملکوں میں پہنچ گیا تھا، جن کی زبان عربی نہیں تھی، مگر کیا کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ خطبہ عربی

کے سوا کسی اور زبان میں پڑھا گیا ہو اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی آج زیادہ ضرورت ہے۔جب پشتہا پشت سے اسلام چلا آتا ہے یا اس وقت زیادہ تھی جب کہ اسلام بالکل نیا تھا۔فقہ۔ تفسیر یا تاریخ کی تصریح میں ثابت کر دیجئے کہ اسلام جن ملکوں میں پہنچا وہاں مقامی زبان میں خطبہ پڑھا گیا۔

دوسری چیز یہ کہ انگریز دوسرے ملک سے یہاں آیا۔یہاں آکر کورٹ اور دفاتر کی زبان انگریزی رکھی، وکلا انگریزی میں بحث کرتے ہیں، جو قوانین بنتے ہیں وہ انگریزی میں حتیٰ کہ روزمرہ کے قوانین اور ٹائم ٹیبل جو عوام کی ضرورت کی چیزیں ہیں وہ بھی انگریزی میں بنتی تھیں، آج عام ہندوستان کی زبان اردو ہے، مگر ناگری زبان ایجاد کی جا رہی ہے اسی طرح تار، ٹیلیفون انگریزی میں ہوتا ہے۔آخر اس کی کوئی وجہ ہے یا نہیں؟

اسلام زبان عربی چلانا چاہتا ہے تو کیا آپ کو اس کی خوشی نہیں کہ اسلام کی زبان جتنی چلے اتنا ہی اچھا ہے۔کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ عربی الفاظ ہی کان میں نہ پڑیں۔کچھ تو عربی کے الفاظ سن لو صرف نماز میں قرأت اور خطبہ عربی زبان میں ہوتا ہے۔اس کو بھی اٹھانا چاہتے ہو۔جیسا کہ مصطفےٰ کمال نے کیا کہ اذان تک کے الفاظ

کو عربی سے بدل کر غیر عربی میں کر دیا۔ تیرہ سو برس تک اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ آج اس کی ضرورت ہے کہا جاتا ہے کہ خطبہ اردو میں پڑھنے سے اس کا اثر لوگوں پر بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ بھائیو! بجلی کی سی طاقت عمل کیوجہ سے ہوسکتی ہے۔ تقاریر آج بیشمار ہوتی ہیں۔ اخبارات میں نصیحتیں چھپتی ہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تو کیا اس دس منٹ کے خطبہ سے ہوگا۔

تیسری چیز ہر قوم اپنے مذہبی شعائر کے قیام اور یونیفارم کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ انگریز ٹھنڈے ملک کا رہنے والا ہے جو وضع قطع اس ملک کے لحاظ سے اس نے اختیار کی تھی اس کو ہندوستان جیسے گرم ملک میں آکر بھی نہیں چھوڑا۔ سکھ آج اپنے یونیفارم کو قائم رکھتا ہے۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے یاد رکھئے جس قوم نے اپنے یونیفارم کو چھوڑ دیا۔ اور اس کی پرواہ نہیں کی، وہ دنیا میں اپنی مستقل حیثیت سے زندہ نہیں رکھ سکتی۔ آج ہندو اپنی مردہ زبان سنسکرت کو زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ مگر مسلمان اپنی زندہ زبان سے اجتناب برتیں۔ ایک وہ تھے جو فلسطین، طرابلس، شام، سوڈان، غرض جہاں پہنچے وہاں کی زبان عربی بنادی۔ اور آج ہم ہیں کہ رہی سہی بھی مٹانا چاہتے ہیں۔

چوتھی بات، اس میں شرعی اور دینی پہلو بھی ہے، یعنی یہ کہ خطبہ قائم مقام دو رکعت کے ہے - اب اس سے اندازہ کیجئے کہ یہ غیر عربی میں کیسے ہو سکتا ہے - غور فرمائیے - اگر ہندو ایک مردہ سنسکرت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں تو مسلمان ایک زندہ زبان کو کیوں باقی رکھنے کی کوشش نہ کریں - (ایضاً صہ ۱۶۱)

(۶۶) ایک صاحب نے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح سے ملفوظات جمع کرنے کی اجازت چاہی - فرمایا -

"کیا اسلافِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ملفوظات و تصنیفات عمل کے لئے ناکافی ہیں" (ایضاً صہ ۱۵۹)

(۶۷) حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا -

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جہانگیر نے جب طلب کیا تھا تو اسی سڑک سے جو سہارنپور سے دیوبند کو جاتی ہے - حضرت تشریف لے گئے تھے اور جب دیوبند پہونچے تو فرمایا کہ مجھے یہاں علم کی بو محسوس ہوتی ہے (ایضاً صہ ۱۵۹)

(۶۸) ایک مرتبہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا -

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو دنیا میں امتحان کیلئے بھیجا ہے، امتحان کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کبھی آرام وآسائش دیکر امتحان لیتے ہیں، کبھی تکالیف وصعوبت سے (ایضا صہ ۱۵۹)

(۶۹) ایک مرتبہ حضرت شیخ مدنی کی خدمت میں ایک صاحب آئے جن کی داڑھی منڈی ہوئی تھی اور سر پر بال تھے دیکھکر غضبناک ہوگئے۔ فرمایا تم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک پسند نہیں آیا۔ جو "کرزن" کا شعار اختیار کر رکھا ہے۔ اور پھر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔ وہ شخص نادم ہوا۔ اور توبہ کی (ایضا صہ ۱۵۹)

(۷۰) ایک مرتبہ مولانا عبدالسلام صاحب مضطر منسوی نے اپنی رفیقہ حیات کی بدخلقی کی شکایت کی اور دعا کی درخواست کی۔ مسکراکر فرمایا یہ تو بہت عمدہ بات ہے۔ بہت سے اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کو ایسی عورتیں دی گئیں اور ان کی سخت کلامی اور بدخلقی پر صبر کرنے سے ان کو بڑے بڑے مراتب سے نوازا گیا۔ اصلاح نفس کا یہ بہترین ذریعہ ہیں اور انشاء اللہ اسمیں خیر وبرکت ہے۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ اور ان عورتوں سے خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو

وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے

ایضاً صفحہ ۱۹۵

(۷۱) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح کسی سے خدمت لینا پسند نہیں کرتے تھے البتہ خود ہر وقت دوسروں کی خدمت کیلئے آمادہ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ پھٹا پرانا آدمی قوم کا کندھیلا دروازہ کے قریب آکر کھڑا ہوگیا اور کہا پانی پلادو۔ وہاں حضرت کے ارد گرد بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر کسی کو خیال نہیں ہوا حضرت مدنی رح نے اس کی آواز سنی خود اٹھے نل پر جاکر لوٹے میں پانی بھرنا شروع کردیا۔ تب لوگوں کو خیال آیا۔ لوٹا لینا چاہا مگر آپ نے کسی کو لوٹا نہیں دیا اور خود جاکر اس کو پانی پلایا (ایضاً صفحہ ۱۵۹)

(۷۲) ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح آسام کے اطراف کا دورہ کرکے ایک مہینہ کے بعد تشریف لائے واپسی صبح آٹھ بجے کے قریب ہوئی تھی۔ تمام طلبہ اور اساتذہ وغیرہ جمع ہوگئے کچھ دیر باہر تشریف فرما رہے اس کے بعد بخاری

شریف والے طلبہ سے خطاب کرکے فرمایا ۔ کہ جاکر اعلان کردو کہ ساڑھے نو بجے سبق ہوگا ۔ تمام طلبہ مُصر ہوئے کہ حضرت ابھی آپ اتنے لمبے سفر سے واپس ہوئے ہیں تکان ہوگیا ہوگا، آج آرام فرمالیں ۔ فرمایا ۔

"کیا میں پیدل چل کر آیا ہوں ایک قدم کہیں مجھ کو چلنا نہیں پڑا، ریل، ہوائی جہاز اور موٹر کا سفر ہوا تو تکان کیسا یہ سب فضول باتیں ہیں ۔ تم اس واسطے کہہ رہے ہو کہ آج اور کھیلنے کو مل جائے چلو میں ابھی آتا ہوں" (ایضاً صفحہ ۱۵۶)

(۷۳) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کا یہ حال تھا کہ جتنے دن پڑھاتے تھے اس کے علاوہ ایک دن کی بھی تنخواہ لینا گوارہ نہیں فرماتے تھے ۔ بارہا ایسا ہوا کہ مدرسے کے سلسلہ میں سفر کرنا پڑا ۔ مگر سوائے خواندگی ایام تعلیم کے ایک پیسہ بھی نہیں لیا مرض الوفات میں ایک مہینہ کی رخصت بیماری وغیرہ اور اس کے علاوہ چھٹیاں جو قانوناً حق تھیں مگر نہیں لیں ۔ ان ایام میں تنخواہ جو ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتی تھی مدرسہ کیطرف سے بھیجی گئی تو آپنے یہ فرماکر واپس کردیا کہ

"جب میں نے پڑھایا نہیں تو تنخواہ کیسی"

حضرت مدنی رحؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ حضرت کا زہد و تقوٰی اس بات کی اجازت نہ دیتا تھا مگر اس میں شرعاً کوئی سقم نہیں ہے بلکہ حق ہے اگر آپ فرمادیں وہ پیسے میں آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔

زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ جس چیز کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پسند نہیں فرمایا۔ اس کو میں کس طرح پسند کرسکتی ہوں، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ بس آپ کی صرف دعا کی ضرورت ہے۔

(ایضاً صہ ۱۵۸)

(۴۷) حضرت شیخ مدنی رحؒ نے ایک بخار کے مریض سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا یہ تکلیف لے کر کہاں کہاں گھومتے پھرتے ہو اور تم لوگ مجھے مسجد میں بھی نہیں جانے دیتے۔

صاحبزادہ مولانا اسعد میاں صاحب مدظلہ نے عرض کیا خدانخواستہ اسکو آپ جیسی تکلیف ہو جاتی تو ہمیشہ کے لئے لیٹ جاتے (ایضاً صہ ۱۵۹)

(۵۷) حکیم محمد یٰسین صاحب بجنوری ممبر مجلس شورٰی دارالعلوم دیوبند نے حضرت شیخ مدنی سے فرمایا کہ " حضرت آپکے اوپر مرض کا غلبہ ہوتا جارہا ہے

اور اس مرض میں آرام کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ حرکت وغیرہ خاص طور پر اس کے لئے مضر ہوتی ہے۔ اول تو آپ باہر تشریف نہ لے جائیں اور اگر تشریف لے ہی جائیں تو پھر ذرا نماز ہلکی فرمادیں آپ کے یہاں وہی صحت و تندرستی والا دستور اب تک چل رہا ہے مرض کی حالت میں اگر کچھ سنن و مستحبات چھوٹ جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

حضرت شیخ مدنیؒ نے کچھ عجیب انداز سے ارشاد فرمایا کہ پھر اسکے متعلق کچھ سوچنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ فرمایا۔

"یہ ٹھیک ہے مگر میں کیا کروں مجھ کو خلاف سنت نماز میں مزہ ہی نہیں آتا"۔ اس کا جواب حکیم صاحب کے پاس بھی کچھ نہیں تھا"

(الجمعیۃ)

(۷۶) مرض الوفات میں حضرت شیخ مدنیؒ لیٹے ہوئے تھے اور ان کے داماد مولوی سید رشید الدین الحمیدی مدظلہ بدن دبا رہے تھے فرمایا۔ کہ اذان ہوگئی۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں۔ مگر ابھی دو تین منٹ گذرے ہوں گے، ابھی تو کافی وقت ہے آپ تھوڑی دیر اور آرام فرمالیں۔ فرمانے لگے۔ نہیں بھائی جب تک نماز سے فراغت نہیں ہوجاتی طبیعت میں الجھن اور پریشانی رہتی ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۵)

کرامات حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ کرام اور اولیاء اللہ کی سوانح کا اہم باب
کشف و کرامات بھی ہے۔ کشف و کرامات اگرچہ لوازم
ولایت سے نہیں ہیں۔ لیکن اگر کسی مقبول بندہ کو
منجانب اللہ یہ عطا ہوں تو دلیل ولایت ہیں اور
اعلیٰ مناقب میں شامل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند نے مشکوٰۃ
شریف کے درس کے دوران حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد
مدنی کا ایک واقعہ سنایا تھا۔ کہ میں نے ایک روز حضرت مدنیؒ کی
دعوت کی تھی۔ اتفاق سے اس وقت مہمان تھوڑے تھے حضرت
شیخ نے دعوت قبول فرمالی جب کھانے کا وقت قریب آیا تو
مہمان زیادہ آگئے۔ حضرت شیخ تمام مہمانوں کو ہمراہ لے کر میرے
(مولانا عبدالسمیع صاحب کے) مکان پر تشریف لے آئے، مہمانوں
کی کثرت دیکھ کر میں پریشان ہوا۔ جس کو حضرت نے محسوس فرمالیا
اور مجھے علیحدہ لے گئے۔ میں نے تمام صورت حال حضرت کے سامنے

رکھدی اور گذارش کی کہ اتنی دیر ٹھہریں کہ مزید کھانے کا انتظام کر لوں حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ یہی کھانا کافی ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق تمام روٹی و ترکاری آپ کے پاس لاکر رکھدی گئی۔ روٹیوں پر ایک کپڑا ڈھک دیا گیا۔ اب حضرت شیخ اپنے ہاتھ سے کھانا نکال نکال کر دیتے رہے۔ مولانا عبدالسمیع صاحبؒ قسم کھاکر فرماتے تھے کہ وہی کھانا سب کو کافی ہو گیا۔ گھر والوں نے بھی کھالیا اور کچھ بچ بھی رہا۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۰)

(۲) حضرت مولانا مدنیؒ بھاگل پور تشریف لائے ہوئے تھے حاجی ایوب صاحب چلبل کے توسط سے ایک نابینا آیا اور یوں عرض حال کرنے لگا۔ حضرت آپ جب مسلم لیگ کے دور میں تشریف لائے تھے میں ہی وہ شخص تھا جس نے کالی جھنڈی دکھائی تھی اور گالیاں دی تھیں اور پتھر پھینکے تھے۔ میں ابھی راستہ سے بھی نہ لوٹا تھا کہ میری دونوں آنکھیں اندھی ہو گئی تھیں۔ توبہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد سے کوئی شخص دھکا دیکر نکال رہا ہے۔ حضرت میری دنیا تو برباد ہو گئی اب آخرت کے لئے دعا کر دیجئے۔ میں نے جو کچھ قصور کیا ہے اسے معاف کر دیجئے۔ انداز بیان ایسا تھا کہ تمام حاضرین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے

حضرت نے بڑی شفقت سے پاس بٹھایا۔ اور تمام حاضرین نے ملکر اس کے لیئے دعا کی اللہ تعالیٰ معاف کرے۔ (ایضاً صہ ۱۵۴)

(۳) مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی مدظلہٗ نے حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ سے دوران گفتگو میں عرض کیا کہ حضرت اگلے سال مدرسہ درس القرآن ہسیلی سے کچھ مزید رخصت لے کر آنے کا خیال ہے فرمایا کیوں جواباً عرض کیا گیا کہ قلب کی معصیت کی صفائی کے لئے۔ اس پر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ مجھ حقیر سے کیا باتیں کر رہے ہو۔ جب مولانا ریاض احمد صاحب باربار اصرار کرتے رہے تو فرمایا مولوی فیض آبادی اب اس کا وقت نہیں رہا جو ہوگیا غنیمت جانو۔ اب میں سفر آخرت کی تیاری میں مشغول ہوں پھر مولانا ریاض احمد صاحب نے عرض کیا۔ حضرت انشاءاللہ اختتام سال پر ضرور حاضر ہوں گا۔ فرمایا۔
کہدیا کہ ملاقات نہیں ہوگی۔ اب تو میدان آخرت میں انشاءاللہ ملوگے۔ مجمع آبدیدہ ہوگیا تو حضرت نے فرمایا کہ رونے کی کیا بات ہے مجھے کیا موت نہ آئے گی۔

(ایضاً صہ ۱۵۶)

(۴) مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے داماد مولانا رشید الدین صاحب

حمیدی روایت کرتے ہیں کہ مولوی شوکت علی صاحب متعلم دارالعلوم دیوبند حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے چمپا کے پھول لائے ایک بوتل میں پانی بھر کر پھول اس میں ڈالدئے گئے۔ اس طرح خوشنما بھی معلوم ہوتے ہیں اور ان کی عمر بھی چار ماہ ہو جاتی ہے یعنی چار ماہ تک پژمردہ نہیں ہوتے۔

حضرت نے اس ہدیہ کو مسرت سے قبول فرمایا اور حکم دیا کہ یہ بوتل ان کے کمرے میں میز پر رکھدی جائے چار ماہ کی بجائے تین سال اور تین ماہ گذر گئے تھے، پھول اسی طرح تر و تازہ تھے، ان کی تازگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ مگر افسوس ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کے حادثہ جانکاہ کی تاب وہ بھی نہ لاسکے۔ اور دفعتًہ ان کی تازگی پژمردگی سے بدل گئی، وہ سارے پھول سیاہ ہوگئے حتیٰ کہ پانی میں بھی سیاہی کا اثر آگیا۔ (ایضًا صہ ۱۵۹)

(۵) حضرت مولانا حمیدالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ کلکتہ نے تحریر فرمایا کہ ان سے ریاست علی خاں صاحب مرحوم ساکن رسول پور تحصیل ٹانڈہ ضلع فیض آباد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور مولانا کی سسرال قتال پور ضلع اعظم گڈھ جارہے تھے۔ تینوں گھوڑے پر سوار تھے۔ گرمی کی شدت سے پریشان تھے

میں نے حضرت مولاناؒ سے عرض کیا کہ حضرت دھوپ کی شدت سے سخت پریشانی ہے۔ حضرت مولاناؒ خاموش رہے۔ تھوڑی دیر میں میں نے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور بڑھتے بڑھتے ہم لوگوں پر سایہ فگن ہو گیا۔ اور نہایت آرام سے ہم لوگ چلنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ دور سے پانی آرہا ہے۔ میں نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ حضرت وہ دھوپ ہی اچھی تھی اب تو بھیگے ہوئے سسرال پہونچیں گے۔ حضرت مولاناؒ پھر خاموش رہے۔ یہاں تک کہ پانی سر پر آ گیا۔ لیکن خدا کی قدرت ہر چہار طرف پانی برس رہا تھا گھوڑے پانی میں چل رہے تھے لیکن ہم لوگوں پر پانی کا کوئی قطرہ نہیں پڑ رہا تھا۔

چونکہ خانصاحب مرحوم نے سید بشیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہونے کا ذکر فرمایا تھا، اس لئے مولانا حمید الدین صاحب نے اس واقعہ کا تذکرہ ان سے کیا تو انھوں نے بھی تصدیق فرمائی۔ (ایضاً صفحہ ۱۶۱)

(۶) مولانا سلطان الحق صاحب قاسمی ناظم کتب خانہ دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں ۱۳۵۲ھ کا واقعہ ہے بارہ سال کی تمناؤں کے بعد میرے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نے لقمان رکھا۔ اس وقت اہلِ خانہ اپنے وطن حبیب والہ ضلع بجنور ہی میں رہتے تھے۔ تقریبًا نو ماہ بعد مغرب کی نماز کے بعد حسب عادت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا کہ مکان کب سے نہیں گئے۔ میں نے عرض کیا کہ تقریبًا چار ماہ ہوگئے فرمایا کہ گھر جاؤ گھر والوں کا بھی حق ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سہ ماہی امتحان قریب ہے اس کے بعد ارادہ ہے۔ ارشاد ہوا امتحان کے بعد بھی ہو آنا۔ اور اب بھی جاؤ۔ چنانچہ میں نے ارادہ کرلیا مگر کسی وجہ سے تین روز کی تاخیر ہوگئی، تیسرے روز گھر سے تار پہنچا کہ لقمان کا انتقال ہوگیا۔ جانا طے ہی تھا، فورًا چل پڑا۔ گھر پہونچکر لقمان کی بیماری کے حالات معلوم ہوئے ان سے یہ اندازہ بالکل صحیح قائم ہوا کہ حضرت کے فرمانے کا جو وقت تھا وہی لقمان کی بیماری کی شدت کا تھا۔ اور انجام کار وہی شدت اس کی موت کا سبب ہوئی۔ (ایضًا صفہ ۱۶۱)

(۷) ایک مرتبہ مولانا سلطان الحق قاسمی مدظلہ حضرت شیخ الاسلام مدنی کو دیوبند میں اسٹیشن تک پہنچانے کے لئے جا رہے تھے۔ جب تانگہ تحصیل کے سامنے پہنچا تو اسٹیشن سے تانگے مسافروں کو لئے ہوئے واپس ہو رہے تھے (اسٹیشن اس جگہ سے تقریبًا پون میل کے فاصلہ

پہنچے) مولانا سلطان صاحب نے تانگہ والے سے کہا کہ تانگہ واپس کرلو۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں اسٹیشن چلو۔ مولانا سلطان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت گاڑی کو آئے ہوئے اتنی دیر ہوگئی ہے کہ تانگے سواریاں لیکر یہاں تک آچکے ہیں، فرمایا اپنی سی کوشش تو کرنی چاہیے مولانا سلطان صاحب خاموش ہوگئے اور دل ہی دل میں سوچتے رہے کہ اس سے کیا فائدہ۔ مگر جب تانگہ اسٹیشن پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ گاڑی بہت دیر سے کھڑی ہے۔ بڑا تعجب ہوا۔ حضرت مدنی رح نے ٹکٹ لیا۔ اطمینان سے سوار ہوئے۔ گاڑی چھوٹ گئی۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی بہت دیر سے اس وجہ سے چھوٹی ہے کہ انجن خراب ہوگیا تھا۔ جب حضرت سوار ہوچکے درست ہوگیا۔ حضرت کا یہ سفر بہت ہی ضروری تھا۔ (ایضاً صـ۱۶۱)

(۸) مولانا سلطان الحق صاحب قاسمی روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دیوبند میں ضلع جمعیۃ علمار کا اجلاس منعقد کیا۔ احمد حسن صاحب "مکھیا" نے جو دیوبند کے مشہور آدمی ہیں اور حضرت مدنی رح کے خادم ہیں اسی روز حضرت کی دعوت کی۔ حضرت مدنی رح نے فرمایا میرے یہاں کافی مہمان ہیں۔ پرسوں یہ لوگ رخصت ہوجائیں گے۔ اس کے بعد دعوت کردیجئے۔ انھوں نے عرض کیا کہ مہمانوں سمیت دعوت ہے

حضرت نے منظور فرمالیا۔ مہمانوں کا اندازہ کیا گیا تو ساٹھ اور ستر کے قریب تھا۔ انھوں نے اتنی مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرایا مگر جب شام کو کھانا کھانے کی غرض سے نکھیا احمد حسن صاحب حضرت مدنی کو بلانے کے لئے پہنچے تو چونکہ اس وقت تک دیوبند میں دونوں طرف کی گاڑیاں آچکی تھیں اس لئے مہمانوں کی تعداد اچانک تین سو کے قریب ہوگئی۔ حضرت تمام مہمانوں کو ساتھ لے کر نکھیا صاحب کے یہاں پہونچے وہ اس وقت بے حد متفکر تھے۔ اس مجمع میں مولانا بشیر احمد صاحب بھٹہ مرحوم رکن جمعیۃ علماء ہند بھی موجود تھے حضرت مہمانوں کے ساتھ نکھیا صاحب کے صحن میں رونق افروز ہوگئے۔ میں نے مولانا بشیر احمد صاحب کو علیحدہ بلاکر صورت حال سے آگاہ کیا اور جیسا کہ ان کی خصوصیت تھی کہ نہ وہ خود کبھی پریشان ہوتے تھے اور نہ دوسروں کو پریشان دیکھنا پسند کرتے تھے برجستہ فرمایا کہ کسی کی شادی تو ہے نہیں کہ شکایت ہوگی ہم بیٹھے ہیں خشکہ اور مسور کی دال دیگوں میں فوراً تیار کرالو۔ یہ بات نکھیا صاحب کی اور میری بھی سمجھ میں آگئی کہ یہ کھانا تو ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ میں سب کو دیدیں گے ادھر مجمع کو مولانا بشیر احمد صاحب مرحوم نے دلچسپ قصوں اور قہقہوں میں مصروف کردیا۔ ہم انتظام میں لگنا

چاہتے ہی تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو احساس ہوا بڑی خوبصورتی سے اٹھے میں قریب ہی حاضر تھا۔ ہاتھ پکڑ کر حقیقت حال فرمائی اور مجھے لے کر کھانے کے پاس تشریف لے گئے اور پلاؤ کی دیگ کا حضرت نے ڈھکن اٹھایا اور کچھ پڑھا اور ایک لقمہ چاول دیگ میں سے نکالکر آدھے کھائے اور آدھے دیگ میں ڈالدیئے۔ شوربے کے برتن میں سے کچھ شوربا لیا۔ کچھ پیا باقی دیگ میں ڈالدیا۔ روٹی کے ڈھیر میں سے ایک لقمہ توڑ کر کھایا۔ مگر اس میں کچھ ڈالا نہیں۔ اب مجھے حکم دیا کہ میرا رومال لو اور دیگ پر ڈھانک دو اور یہیں رہو۔ تم خود کھانا نکالو مگر کوئی چیز کھلنے نہ پائے۔ اس طرح نکالو کہ تمہاری نظر بھی کھانے پر نہ پڑے یہ فرما کر حضرت مجمعے میں جا بیٹھے۔ ادھر مکھیا صاحب کو بھی یہ معاملہ معلوم ہوا تو فرط عقیدت میں انھوں نے شور مچایا کہ کھانا اتارو۔ چنانچہ میں چاول اتارنے لگا اور پوری ہدایات پر عمل کرتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مجمعے نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور اب تو مکھیا صاحب کا بھی دل بڑھ چکا تھا۔ ہر ہر مہمان کو خوب تقاضے کے ساتھ کھانا کھلا رہے تھے۔ الغرض وہی ایک دیگ جو معمولاً ساٹھ افراد کے لئے کافی ہو سکتی تھی اس میں تین سو سے زائد افراد نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور شوربے اور روٹی کا

پورا سامان یوں ہی بچ رہا جس کو اگلے دن کھیا صاحب نے حضرت کے یہاں پہنچا دیا اور تمام مہمانوں کو ناشتہ کرایا۔

(ایضاً ص ۱۶۱-۱۶۲)

(۹) ہندوستان کی آزادی سے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ سہنسپور ضلع بجنور میں بڑے پیمانہ پر سیاسی کانفرنس منعقد ہوئی حضرت قدس سرہٗ غالباً شب کو کسی گاڑی سے وہاں رونق افروز ہوئے۔ کانفرنس کے پنڈال اور میدان کو عمدہ طور پر سجایا گیا تھا۔ جون کا مہینہ تھا، بیشتر سے آسمان صاف تھا لیکن تاریخ انعقاد کی شب میں اچانک زور شور کے ساتھ گھٹا اٹھی اور صبح ہوتے ہوتے بارش کے آثار نزدیک ہو گئے۔ اس منظر کو دیکھ کر کانفرنس کے منتظمین نے ایک وفد کی شکل میں حضرت کی خدمت میں بارش کے التواء کی دعا کی غرض سے حاضر ہوئے کچھ اس طرح فرما کر ٹال دیا کہ آپ محض اپنی رونق کی خاطر کاشتکاروں کی منہ مانگی مراد کو ملیامیٹ کر دینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت والا خیمہ کے بغلی کمرہ میں آرام فرما ہو گئے اور مجمع وہاں سے چلا آیا۔ آمدم برسر مطلب۔ اسی دوران میں مولانا محمد جمیل الرحمٰن صاحب کو جلسہ گاہ میں ایک برہنہ سر مجذوبانہ ہیئت کے غیر متعارف شخص نے علیحدہ لے جا کر ان الفاظ میں ہدایت کی کہ

مولوی حسین احمد سے کہدو کہ اس علاقہ کا صاحب خدمت میں ہوں اگر وہ بارش ہٹوانا چاہتے ہیں تو یہ کام میرے توسط سے ہوگا۔

مولانا محمد جمیل الرحمٰن صاحب اسی وقت خیمہ میں پہنچے جس پر حضرت مدنی نے آہٹ پاکر وجہ آمد معلوم فرمائی اور اس پیغام کو سنکر ایک عجیب پرجلال انداز میں بستر استراحت ہی پر سے ارشاد فرمایا جایئے کہدیجئے بارش نہیں ہوگی۔ چنانچہ باہر آکر یہ جواب پہنچانے کے لئے ہر چند ان صاحب کو تلاش کیا لیکن خدا ہی جانتا ہے وہ کہاں چلے گئے اور نہیں ملے مگر تھوڑی دیر بعد وہ گھرے ہوئے تربتہ بادل چھٹنا شروع ہوگئے اور منٹوں میں آسمان صاف ہوگیا۔ پھر جب تک کانفرنس جاری رہی۔ بارش نہیں ہوئی۔

(ایضاً صـ۱۶۲)

(۱۰) جس زمانہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سابرمتی جیل میں تھے اسی زمانہ میں منشی محمد حسین صاحب بھی بحیثیت سیاسی قیدی کے جیل میں تھے۔ منشی محمد حسین صاحب حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن شریف اور دینیات پڑھا کرتے تھے۔ ایک اخلاقی قیدی کو پھانسی کی سزا کا حکم ہوگیا۔ اس نے منشی محمد حسین صاحب سے ذکر کیا تم اپنے باپو سے کہو کہ میرے لئے دعا کریں کہ رہا ہوجاؤں منشی محمد حسین

صاحب نے حضرت مدنیؒ سے درخواست کی۔ دو ایک مرتبہ تو حضرت مدنی نے ٹال دیا۔ پھر ایک دن منشی محمد حسین صاحب نے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا اس سے کہو کہ فلاں وظیفہ پڑھا کرے۔ چنانچہ اس نے دو تین روز تک وظیفہ پڑھا مگر اس سے دل کو تسکین نہ ہوئی، پھر اس نے کہلایا کہ باپو سے کہو کہ دعا کریں۔ منشی محمد حسین صاحب حضرت مدنی کے بہت سر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا جا کر اس سے کہدو کہ وہ رہا ہو گیا۔ منشی محمد حسین صاحب نے اس قیدی سے جا کر کہدیا کہ باپو نے کہدیا کہ تو رہا ہو گیا۔ دو ایک روز گذرنے کے بعد اس قیدی نے پھر بے چینی کا اظہار کیا کہ اب تک کوئی حکم نہیں آیا اور میری پھانسی میں چند ہی روز رہ گئے ہیں۔ منشی محمد حسین صاحب نے پھر آکر عرض کیا تو فرمایا کہ میں نے کہہ تو دیا کہ وہ رہا ہو گیا، اس کے بعد دو یا ایک دن پھانسی کو رہ گئے تھے کہ اس کی رہائی کا حکم ہو گیا۔

(۱۱) مولانا عبدالحق دانانی کے سامنے کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کا نپور کا دیوبند میں آیا اور اس نے حضرت مولانا مدنیؒ سے عرض کیا کہ چودہ سال ہوئے میں اپنے وطن میں ایک کنویں پر پانی بھر رہا تھا ادہر سے ایک جوگی گذرا اس جوگی نے میرے اوپر نگاہ ڈالی۔ بس وہ دن ہے اور آج کا دن ہے اس جوگی کے ساتھ ہوں۔ کیا کر دیا

میں مسلمان ہوں۔

اس پر حضرت مدنیؒ نے اس کے ایک تھپیڑ مارا۔ اور ایک وظیفہ بتایا کہ اسے پڑھو۔ چنانچہ رات کو اس نے وظیفہ پڑھا اور سو گیا صبح اٹھ کر اس نے حضرت سے ایک خواب بیان کیا کہ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شیر مجھ پر حملہ آور ہوا تو آپ (یعنی حضرت مدنیؒ رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک تلوار لے کر اس شیر پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اب جب میں صبح اٹھتا ہوں تو اس جوگی کی میرے دل میں قطعًا محبت نہیں رہی۔ حضرت نے یہ خواب سن کر فرمایا کہ اچھا تم آج ہی فورًا کانپور چلے جاؤ چنانچہ وہ کانپور چلا گیا۔

(ایضًا صـ۱۶۳)

(۱۲) دیولہ ضلع بھڑوچ گجرات میں وفات سے تین چار سال قبل حضرت مدنی تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے ایک کنویں کے کھاری ہونے کی حضرت سے شکایت کی۔ حضرت نے علیحدہ پانی پہ دم کیا جس کو کنویں میں ڈالدیا گیا اور دعا بھی فرمائی۔ اس کے بعد وہ کنواں شیریں ہو گیا۔ (ایضًا صـ۱۶۳)

(۱۳) مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری روایت کرتے ہیں کہ قیام آسام کا واقعہ ہے کہ سلہٹ کے ایک صاحب بھی ہمارے (یوپی

والوں کے کمروں میں مقیم تھے۔ لیکن ان کے گھٹنے میں اتنی شدت کا درد تھا کہ کمرے سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ دن رات درد کی شدت سے کراہتے تھے۔ ایک دن حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور درد کے مقام کو پکڑ کر سورہ فاتحہ (مخصوص ترتیب سے) پڑھی درد اسی وقت ختم ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ درد نام کو نہ تھا۔

(ایضاً صـ۱۶۲)

(۱۴) مولوی محمد جلیل صاحب راوی ہیں کہ میرا لڑکا پڑھنے میں بدشوق تھا۔ اس میں آوارگی بھی آنے لگی تھی۔ میں نے حضرت سے بار بار اس کی شکایت کی۔ اسی سال جب بڑا لڑکا محمد ابراہیم جو دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پاتا تھا۔ رمضان شریف کی تعطیلات کے بعد حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔ اپنے بھائی کو نہیں لائے ہو۔ مجھ سے جب محمد ابراہیم نے کہا کہ حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم بھائی کو کیوں نہیں لائے،، میں سمجھ گیا کہ خاص اشارہ ہے۔ میں نے فوراً اسی آوارہ لڑکے کو خدمت مبارک میں بھیجدیا۔ میں یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت شیخ کی ایک ہی نظر نے اللہ کے حکم سے لڑکے کی کایا پلٹ دی جب وہ واپس پہنچا تو ہر ایک کو حیرت ہے کہ کیا تھا کیا ہو گیا؟ میری خود حالت یہ ہے کہ میں اس کی بیہودگیوں سے

بیزار تھا اور آج اس کی سلامت روی نے دعا گو ہوں اور اسکی بے نفسی پر رحم آتا ہے (ایضاً صہ ۱۶۳)

(۱۵) حضرت مدنیؒ کے داماد مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بیس پچیس مہمانوں کے انداز سے کھانا تیار کیا گیا۔ حضرت قدس سرہٗ مدرسے سے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب پڑھا کر لوٹے۔ دستر خوان بچھایا گیا تو معلوم ہوا کہ پچاس سے زائد مہمان ہیں اب بڑی فکر ہوئی کہ فوری طور پر کیسے انتظام کیا جائے۔ چنانچہ باہر سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا جب تشریف لائے تو صورت حال عرض کی گئی آپ نے فرمایا کہ اچھا لاؤ جتنی روٹی ہو مجھے دیدو۔ دستر خوان میں لپٹی ہوئی روٹی خود لے کر باہر تشریف لے گئے اور اپنے سامنے رکھ کر اس میں سے روٹی نکالکر سب کو دینی شروع کر دی۔ جب تمام مہمان کھانے سے فارغ ہو گئے اور دستر خوان اٹھایا گیا تو معلوم ہوا کہ دو تین روٹیاں بچ رہی ہیں۔

(۱۶) ڈاکٹر حافظ محمد زکریا صاحب راوی ہیں کہ حضرت مدنیؒ کا ایک مرید بارک اللہ سخت بیمار تھا۔ اس کا جسم بالکل بے حس و حرکت تھا آنکھیں پتھرا گئی تھیں آثار مرگ بظاہر نمایاں تھے۔ یہ منظر دیکھ کر میں پریشان اور بے چین ہو گیا کہ ناگہاں مریض رفتہ رفتہ اپنا ہاتھ

اٹھاکر کسی کو سلام کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ حضرت یہاں تشریف رکھئے کچھ ہی دیر بعد اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے والد وغیرہ سے کہتا ہے کہ حضرت کہاں تشریف لے گئے۔ جواب میں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت تو تشریف فرما نہیں تھے۔ وہ حیرت سے کہتا ہے کہ حضرت تو تشریف لائے تھے اور میرے چہرے اور بدن پر ہاتھ پھیر کر فرمایا تھا کہ اچھے ہوجاؤ گے گھبراؤ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ دیکھتا ہوں بخار ایک دم غائب ہے اور وہ بالکل تندرست اور اچھا ہے۔ (ایضاً ص۱۶۳)

(۱۷) حضرت مولانا احمد حسین صاحب لاہر پوری راوی ہیں کہ ابتدا میں شامت اعمال سے فجر ظہر کے وقت میری آنکھ نہ کھلتی تھی اور نماز فوت ہوجایا کرتی تھی میں نے اپنی حالت کی حضرت مدنیؒ کو اطلاع دی۔ اس کے بعد سے میری یہ کیفیت ہوگئی کہ بلاناغہ فجر اور ظہر کے وقت خواب میں حضرت کو غصہ کی حالت میں فرماتے دیکھا کرتا تھا کہ کیوں نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے میں گھبرا کر اٹھ بیٹھتا۔ یہ کیفیت تقریباً ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ رہی جب اچھی طرح نماز کا پابند ہوگیا یہ کیفیت ختم ہوگئی (ایضاً ص۳۹)

(۱۸) ایک بار حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جولائی کے مہینے

لاہرپور تشریف لائے۔ خشک سالی کی وجہ سے سخت پریشانی تھی حضرت مولانا احمد حسن صاحب لاہرپوری نے مغرب کے متصل حضرت مدنیؒ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ دعا فرمائی اور مولانا ابوالوفا صاحب کی طرف متوجہ ہوکر بڑی حسرت سے فرمایا ؎

یظن الناس بی خیرًا واِنّی　　لشر الناس ان لم یعف عنی

(لوگ میرے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں لیکن اگر وہ درگذر نہ کریں تو میں سب سے برا آدمی ہوں)

جلسہ کیلئے فرش بچھاتے جارہے تھے کہ قبل عشا ہی بارش ہوگئی

(ایضاً صفحہ ۴)

(۱۹) حضرت مولانا احمد حسین صاحب لاہرپوری روایت کرتے ہیں کہ میری لڑکی ریحانہ کی عمر تقریباً چار پانچ سال کی تھی، گلسوے نکلے تمام چہرے پر ورم آگیا بخار بہت تیز تھا۔ ڈاکٹر نے مرہم لگاکر روئی کا پھایہ رکھ کر پٹی باندھ دی تھی، لڑکی بخار کی شدت کیوجہ غافل تھی دفعتًا اس نے چیخنا شروع کیا کہ مولانا دادا آئے ہیں مولانا آئے ہیں۔ اٹھ بیٹھی اور پٹی نوچنی شروع کردی۔ ہم لوگ پریشان ہوگئے کہ سرسام ہوگیا ہے لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب تھوڑے عرصے کے بعد نہ بخار تھا اور نہ ورم۔ ریحانہ بالکل اچھی تھی۔

حالانکہ اس نے ہوش میں حضرت مدنیؒ کو دیکھا بھی نہ تھا

(ایضاً ص۱)

(۲۰) مدینہ میں قبلہ جنوب کی طرف ہے۔ قبہ خضرا مشرقی گوشہ میں واقع ہے۔ مغرب کی طرف باب الرحمۃ کے متصل دالان میں حضرت مدنیؒ درس دے رہے تھے۔ قبہ خضرا کی جالیاں سامنے تھیں۔ تلامذہ میں سے ایک صاحب کو حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کافی شکوک تھے دورانِ درس انھوں نے ایک بار جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبہ خضرا تھا اور نہ جالیاں بلکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما تھے۔ انھوں نے کچھ کہنا چاہا حضرت نے اشارہ سے منع فرمایا۔ اب جو دیکھتے ہیں تو وہی سابقہ حالت پر سب چیزیں تھیں۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۲)

(۲۱) مولانا احمد حسین لاہرپوری روایت کرتے ہیں کہ اسٹیشن بھگوارہ (ریاست بیکانیر) پر ہم لوگ ٹرین کے انتظار میں کھڑے تھے۔ حضرت مدنیؒ کا سامان میری زیر نگرانی تھا جو لالٹین کے ستون کے قریب رکھا ہوا تھا۔ ایک کتا آیا اور اس نے ستون پر پیشاب کر دیا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ پیشاب کی کچھ چھینٹیں پانی کی صراحی پر پڑی ہیں یا نہیں ٹرین پلیٹ فارم پر آ چکی تھی۔ قلی نے سامان اٹھایا۔ چلا ہی تھا کہ

صراحی میں کسی چیز کی ٹکر لگی گری اور پاش پاش ہو گئی، اس طرح اس شبہ سے نجات ملی (ایضاً صفحہ ۴)

(۲۲) حضرت مولانا احمد حسین صاحب لاہرپوری روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بیعت شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ نہایت انکساری سے معذرت فرمائی اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ اور دیگر حضرات کی طرف رجوع کرنے کو فرمایا لیکن میرا اصرار بر قرار رہا۔ عاجز آ کر نماز استخارہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ تین یوم بعد پھر حاضری دی تو صاف انکار فرمایا۔ حضرت پیر غلام مجدد صاحب سندھی شہید (اسیر کراچی) بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ مجھے پیر صاحب کے سپرد فرما کر موصوف سے رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی، پیر صاحب جن کے تقریباً سولہ لاکھ مریدین مندرجہ فہرست گورنمنٹ تھے۔ زیادہ تر تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے تھے میری حاضری پر قرآن مجید بند کر کے فرمایا کہ۔

میرے ہاتھ میں قرآن مجید ہے میں بحلف کہتا ہوں کہ جیل کے اندر میں نے جو حالات مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بچشم خود دیکھے ہیں ان کی بنا پر میری رائے ہے کہ اس وقت روئے زمین پر مولانا صاحب کا ثانی بزرگ

اور اتباع شریعت کے لحاظ سے نہیں ہے آپ ہرگز مولانا صاحب کا دامن نہ چھوڑیئے ۔ اگر مولانا صاحب نہ ہوتے تو میں آپ کو مرید کر لیتا۔

غرضیکہ پیر صاحب کی سعی و سفارش سے حضرت نے مجھے داخل سلسلہ فرمایا۔ (ایضاً ۳۸)

(۲۳) حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی مالیر کوٹلہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے جن کو خدا نے علم ظاہری کے ساتھ ساتھ تقویٰ و طہارت کی باطنی دولت سے بھی نوازا تھا۔ تقریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ مرحوم نے ایک ملاقات میں مولانا قاضی سجاد صاحب میرٹھی سے فرمایا ایک بار زیارت بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربار رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیبہ کے دورانِ قیام مشائخ وقت میں یہ تذکرہ ہوا کہ امسال روضۂ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے۔ ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا تو دربار رسالت سے وعلیکم السلام یا ولدی کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔ مولانا مرحوم نے فرمایا اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا۔ مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ایک ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی ہے۔ دل تڑپ اٹھا اور اس ہندی نوجوان کی

جستجو شروع کی۔ تاکہ اس محبوب بارگاہِ رسالت کی زیارت سے مشرف ہو سکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کر لوں۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنیؒ کا فرزند ارجمند ہے مرحوم نے فرمایا کہ سید صاحب موصوف سے ایک گونہ تعارف و تعلق بھی تھا۔ گھر پر پہنچا ملاقات کی اپنے اس دوست کے سعادت مند سپوت ہندی نوجوان کو ساتھ لے کر ایک گوشۂ تنہائی میں چلا گیا۔ تنہائی پاکر اپنی طلب و جستجو کا راز بتایا اور واقعہ کی تصدیق کی ابتداءً خاموشی اختیار کی لیکن اصرار کے بعد کہا۔

"بے شک جو آپ نے سنا وہ صحیح ہے"

یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد مولانا مرحوم نے مولانا قاضی سجّاد صاحب میرٹھی سے فرمایا کہ۔

سمجھے کہ یہ ہندی نوجوان کون تھا؟ یہی تمہارے استاذ مولانا حسین احمد۔ اللہ اللہ یہ تھا حضرت شیخ کا بارگاہِ نبوت سے تعلق ؎

یہ رتبہ بلند جس کو ملا مل گیا
ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۹۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عملیات مدنی

۱۔ (ا) مایوس العلاج مریض اور تپ دق اور بگڑے ہوئے بخار کیلئے مفید عمل ہے۔ باوضو تازہ پانی پر جو کوری ہانڈی یا کورے گھڑے میں ہو سورہ فاتحہ ہر مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بوصل میم رحیم بلام الحمد (بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ الخ) ہر ایک سو ایک مرتبہ پڑھ کر اور معوذ تین (قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق) گیارہ گیارہ مرتبہ اور (قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ) گیارہ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں اور بوقت صبح نہار منہ قبل طلوع شمس جس قدر پیا جائے زیادہ سے زیادہ پلائیں اور اس کے پینے کے بعد آدھ گھنٹہ تک کوئی دوا یا غذا نہ دیں۔ اسکے آدھ گھنٹہ گذر جانے کے بعد جو چاہیں کھلائیں اور پلائیں اور باقی ماندہ پانی دن اور رات میں جب بھی پیاس لگے پلایا جائے اگلے دن صبح تک یہی پانی پلایا جائے۔ اگلے روز کیلئے وہ پانی باقی ماندہ کسی پاک جگہ میں جہاں پیر نہ پڑتے ہوں گرا دیں اور دوسرا تازہ پانی حسب سابق پڑھ کر استعمال کرائیں۔ یہ عمل چالیس روز تک متواتر کیا جائے۔ کورا گھڑا یا برتن وہی رہے گا بدلا نہ جائے گا۔

(ب) دوسرا عمل۔

عصر کے بعد سورہ مجادلہ (پارہ ۲۸) شروع سے آخر تک تین بار پڑھ کر ہر مرتبہ مریض پر پھونکا کریں یہ بھی متواتر چالیس روز تک عمل میں لائیں۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح یہ تحریر فرماکر لکھتے ہیں کہ یہ میرا تجربہ ہے اس سے متعدد مایوس العلاج شفایاب ہوئے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۲۲ مکتوب ۱۱)

۲۔ قرضہ کی ادائیگی کے لئے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ روزانہ کسی وقت سو مرتبہ پڑھ لیا کریں

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۳۰۹ مکتوب ۱۰۲)

۳۔ تقریر میں زبان کھلنے کے متعلق حضرت مدنی رح کا مکتوب درج ذیل ہے، چھوٹے مجمعوں میں خود بخود کھڑے ہو جایا کیجئے۔ تقریر سے پہلے سات یا پانچ یا تین دفعہ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ اور رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کیجئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اعانت خداوندی شامل حال ہوگی۔ نیز خالی کمرہ بند کرکے یہ تصوّر کرتے ہوئے کہ مجمع حاضر ہے تقریر کرنے کی مشق کچھ دنوں کیجئے۔

نواب مہدی علی خاں مرحوم نے اسی طرح مشق کی تھی اور اپنے زمانہ میں اعلیٰ درجہ کے مقرر شمار کئے جانے لگے تھے کسی سے اثناء تقریر میں مرعوب نہ ہوا کیجئے خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ البتہ مضامین کو غور سے مطالعہ کیا کیجئے اور جس مضمون پر تقریر کرنی ہو اگر ممکن ہو تو اولاً تنہائی میں اس پر دو تین مرتبہ یا کم از کم ایک دفعہ تقریر کر لیا کیجئے، پھر چل آج تک ایسا ہی کرتا ہے۔ زبان جہاں تک ہو عام فہم اختیار کیجئے، جو لوگ الفاظ کی ٹیپ

دنیا کی طرف جاتے ہیں میرے خیال میں غلطی میں مبتلا ہیں، ہاں نیت کی درستی ضروری ہے جوکہ واقعہ میں مشکل کام ہے۔ اپنی شہرت، تقریر، لوگوں کی واہ واہ، ریا وسمعہ وغیرہ مقصود نہ ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انشاء اللہ اعانت ہوگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈرنا اور مرعوب ہو کر پیش قدمی سے جھجکنا سخت غلطی ہے ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد　　اگر خارے بود گلدستہ گردد

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم ص۳۲ مکتوب ۱۳)

۴- وساوس شیطانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے

سورۃ الناس (قل اعوذ برب الناس) روزانہ سو مرتبہ پڑھ لیا کریں یہ اکسیر اعظم ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول ص۱۳ مکتوب ۱۲)

(۵) آنکھوں کی گئی ہوئی بینائی کے لئے۔

كَمْ أَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ
أَوْ أَطْلَقَتْ أَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

شعر مندرجہ بالا روزانہ سات مرتبہ باوضو پڑھ کر مریض کی آنکھوں پر دم کر دیا کریں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم ص۱۵ مکتوب ۱۰۱)

(۶)　رد سحر یا آسیب کا دوسرا عمل

سفید مرغ کو باوضو ذبح کر کے اس کے تازہ خون سے ایک کاغذ پر (جادو برسر جادوگر) لکھ کر جہاں وہ (مریض) سویا کرتے ہیں اس کاغذ کو چھت پر لٹکا دیں۔ اس طرح کہ کاغذ کہ ان سے

سینہ کے مقابل رہے
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ مکتوب ۱۲۴)

۷- ہر قسم کے خطرات اور مشکلات کو دور کرنے کے لئے
حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل روزانہ پانچ تسبیح (پانچسو مرتبہ) پڑھ لیا کریں ایک مجلس میں یا مجالس متعددہ میں

۸- آنحضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے:- غسل کر کے (شب جمعہ میں) دھوئے ہوئے پاک کپڑے پہنے، خوشبو لگائیے، پاک و صاف جگہ میں اگر بتی جلا کر دو رکعت نماز بہ حصول زیارت پڑھے۔

ہر رکعت میں بعد از سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پچیس مرتبہ سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد (صلی اللہ علی محمد النبی الامی) ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ پھر اسی جگہ پر قبلہ رو داہنی کروٹ پر سو جائیے۔ اگر اس شب میں زیارت ہوگئی فبہا ورنہ اگلی شب میں بھی ایسا ہی کیا جائے انشاء اللہ اگلے جمعہ تک یہ شرف حاصل ہو جائیگا۔
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۳۸ مکتوب ۱۳۵)

۹- خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّاب

مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۲۷ مکتوب ۵،

۱۰- ہجوم احزان و ہموم کے لئے ہر نماز کے بعد سات مرتبہ سورہ الم

نشرح پڑھیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

اور سوتے وقت ستر مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ اوّل و آخر درود شریف پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم صـ۲۰۲ مکتوب ۴۲)

۱۱۔ تنگدستی اور قرض کیلئے مندرجہ ذیل عمل ہمیشہ جاری رکھیں۔

(الف) بعد نماز عشا تنہا بیٹھ کر یَاوَھَّابُ چودہ سو چودہ بار پڑھ کر یہ ذیل کی دعا ایک سو مرتبہ پڑھا کریں

يَاوَهَّابُ هَبْ لِيْ مِنْ نِّعْمَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اول و آخر درود شریف پڑھنا چاہیے۔ مداومت کریں

(ب) تنگدستی اور قرض کے لیے دوسرا عمل۔

بعد نماز صبح	سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ	۲۱ مرتبہ
بعد نماز ظہر	″	۲۲ مرتبہ
بعد نماز عصر	″	۲۳ مرتبہ

بعد نماز مغرب " " ۲۴ مرتبہ
بعد نماز عشا " " ۲۵ مرتبہ
اول آخر درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ مداومت پر انشاءاللہ تعالیٰ کامیابی حاصل ہوگی۔
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم صفحہ ۲۰۲ مکتوب ۷۲)

۱۱۔ بچے کے مسوڑوں پر روزانہ دو تین مرتبہ شہد مل دیا کریں تو انشاءاللہ دانت جلد اور آسانی ظاہر ہو جائیں گے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد چہارم صفحہ ۱۵۷)

۱۲۔ قوت حافظہ کے لئے سورۂ فاتحہ اکتالیس بار مع بسملہ روزانہ بعد عصر پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد چہارم صفحہ ۲۰۱)

۱۳۔ مزاروں پر حاضری کے وقت مندرجہ ذیل عمل کرنا چاہیے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَ لَكُمْ اَجْمَعِيْنَ وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

پھر درود شریف ۳ بار۔ سورۂ فاتحہ ۳ بار۔ سورۂ اخلاص ۱۲ بار۔ درود شریف ۳ بار پڑھ کر صاحب مزار کو بخش کر اس کے تمام گردو پیش کے مدفونین کے لئے دعاء مغفرت کریں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم ۲۵)

۱۴۔ تنگدستی دفع کرنے کا عمل۔

روزانہ مغرب یا عشا کے بعد سورۂ مزمل گیارہ مرتبہ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کریں اور جب فاتخذہ وکیلا پر پہنچا کریں تو پچیس مرتبہ حَسْبُنَا وَ نِعْمَ الْوَكِيْل پڑھا کریں انشاء اللہ تنگ دستی دفع ہو جائے گی۔ یہ عمل دائمی ہونا چاہیئے۔

۱۵۔ ضعف بصر کے لئے عمل:۔

ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ اول و آخر درود شریف اور تین مرتبہ آیۂ کریمہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ پڑھ کر ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں کی پشت پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیا کریں۔

۱۶۔ چیچک کے دفع کے لئے عمل۔

سورہ رحمٰن نیلے دھاگے پر اس طرح پڑھے کہ ہر فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر ایک گرہ لگا کر دم کر دیا کرے اور بطور حفظ ما تقدم بچوں کے گلے میں ڈال دے۔ انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکل آئی ہو تو پڑھ کر دم بھی کر دیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

۱۷۔ قرض سے سبکدوشی کا عمل۔

سورہ فاتحہ مع بسم اللہ بوصل میم رحیم ولام الحمد (اس طرح رحیمل حمد) فجر کی سنت وفرض کے درمیان ۴۱ مرتبہ مع اول و آخر درود شریف اور بعد نماز عشاء یہ دعا سوتے وقت بستر پر اور تین مرتبہ اول و آخر درود شریف اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۶۱)

۱۸۔ ردِ سحر کا عمل۔

۱۔ دیسی روشنائی سے مندرجہ ذیل اکتالیس نقش باوضو لکھئے۔ نقوش کی خانہ پوری ترتیب وار ہوگی یعنی خانوں کے خطوط کھینچنے کے بعد بسم اللہ کا عدد (۷۸۶) اوپر لکھنے کے بعد سب سے چھوٹا عدد (۲۱۵۶۲) اس کے خانہ میں سب سے پہلے اس کے بعد اس کے بعد والا عدد اور پھر اسی ترتیب وار اپنے اپنے خانوں میں درج کریں

۶ م ۷

۲۱۵۶۹	۲۱۵۶۲	۲۱۵۶۷
۲۱۵۶۴	۲۱۵۶۶	۲۱۵۶۸
۲۱۵۶۵	۲۱۵۷۰	۲۱۵۶۳

ان نقوش میں سے ایک نقش موم جامہ کر کے مریض کے گلے میں پہنا دیجئے اور باقی ماندہ کو روزانہ نہار منہ تازہ پانی میں دھو کر پلا دیا کیجئے۔ انشاءاللہ شفا ہوگی۔

(ب) ردِ سحر کا دوسرا عمل۔

جاری پانی (دریا یا نہر کا) یا سات کنووں کا پانی ایک گھڑا بھر کر اس پر باوضو مندرجہ ذیل آیات گیارہ مرتبہ اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں اور مریض کو اس پانی سے تین گھونٹ پلائیں اور باقی ماندہ پانی سے سر پر پانی ڈال کر نہلائیں۔ بلاناغہ چالیس دن تک یہی عمل کریں۔ آیات یہ ہیں۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

الْعَالَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ اِنَّ مَا صَنَعُوْا كَيْدُ
سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔

یہ عمل اتوار کے دن سے شروع کیا جائے جاڑے میں دوپہر کو
نہلایا جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد چہارم صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶)

۱۹- دودھ کی کمی دور کرنے کا عمل۔

پسے ہوئے نمک پر وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ اور
آیت اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ
بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا
لِلشّٰرِبِيْنَ ٥ باوضو گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں اور
وہ نمک ارد کی دال میں ڈالکر عورت کو کھلایا کریں۔ انشاء اللہ
کامیابی ہوگی۔

(۲۰) مرگی کے مریض کی شفاء کیلئے

۸۶ یا قھار انت الذی لا یطاق انتقامہ یا قھار
۸۶ یا مذل کل جبار عنید بقھر عزیز سلطانہ یا مذل

اتوار کے دن سورج نکلتے ہی پہلی گھڑی میں تانبے کی تختی پر ہر ایک طرف ایک ایک
عبارت کندہ کرکر مرگی والے کے گلے میں پہنادیں (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۱۰۳)

۲۱- بچوں کے سوکھا یا مسان کے لئے عمل۔

آدھ سیر یا سیر بھر یا زیادہ تل لیکر اس کو دھلوائیں پھر اسکا تیل نکلوائیں

اس پر مندرجہ ذیل آیات باوضو پڑھ کر پھونکیں۔
سورہ فاتحہ معہ بسم اللہ تین مرتبہ۔ آیۃ الکرسی (پ ۳ رکوع ۲) تین مرتبہ۔
وَالصَّافَّاتِ سے لَازِب تک (پ ۲۳) تین مرتبہ۔ سورہ جن شروع سے
شَطَطًا تک (پ ۲۹) تین مرتبہ۔ چاروں قل (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ الخ قل اعوذ برب الفلق الخ قل اعوذ برب الناس الخ) تین تین مرتبہ
اس کے بعد بچہ کا سر منڈا کر روزانہ یہ پڑھا ہوا تیل سر سے پیر تک تمام جسم
پر ملا کریں۔ کوئی جگہ تیل سے خالی نہ رہے ملنے کے بعد چاہیں تو بچہ کو صابن سے
نہلا دیں یا تیل بدن پر لگا رہنے دیں۔ یہ عمل چالیس دن تک بلا ناغہ کیا جائے
انشاء اللہ مکمل فائدہ ہوگا (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ۱۷۳)

۳۲۔ جادو سے شفاء کا عمل کھانے کے نمک کو پیس کر اس پر باوضو مندرجہ
ذیل آیت ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) مرتبہ پڑھ کر پھونکئے اور کھانے میں صرف یہی نمک
ملا کر دیا کیجئے چالیس دن تک متواتر ایسا ہی کھانا کھلایا کریں جس میں یہی نمک
ڈالا گیا ہو۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یا تو اس کا کھانا علیحدہ پکایا جائے

اور اس میں یہ نمک ڈالا جایا کرے یا گھر میں جو سالن پکتا ہے اس میں ابتداء سے
نمک نہ ڈالا جایا کرے۔ جب پک جائے تو مریض کے لئے کھانا علیحدہ نکال کر
پڑھا ہوا نمک ملا دیں اور گھر کے کھانے میں بے پڑھا ہوا نمک حسب عادت
ڈالا جائے۔ آیت حسب ذیل ہے وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا
وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ
يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد چہارم صفحہ ۱۹۶)

۲۳۔ ناجائز تعلقات سے بچاؤ کا عمل

صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سورۂ فاتحہ ترکیب ذیل سے پڑھی جائے
(۱) بسم اللہ کے آخر کے میم کو الحمد للہ کے لام سے ملادو (اس طرح رحیمِل حمدُ)
۲۔ یہ عمل اتوار کے دن سے شروع کیا جائے۔ اس طرح کہ۔

اتوار صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ستر			(۷۰) مرتبہ
پیر کے روز	”	”	(۶۰) مرتبہ
منگل کے روز	”	”	(۵۰) مرتبہ
بدھ کے روز	”	”	(۴۰) مرتبہ
جمعرات کے روز	”	”	(۳۰) مرتبہ
جمعہ کے روز	”	”	(۲۰) مرتبہ
ہفتہ کے روز	”	”	(۱۰) مرتبہ

اول اور آخر سات سات مرتبہ درود شریف (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۷)

۲۴۔ اغوا شدہ لڑکی کی بازیابی کے لئے۔ یَا حَفِیْظُ ایک سو انیس (۱۱۹) مرتبہ پھر یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ (سورہ لقمان ع ۱۶) ایک سو انیس (۱۱۹) مرتبہ پڑھا کریں ان شاء اللہ گم شدہ لڑکی یا کوئی بھی شے ہو واپس آجائے گی۔ (انوار مدینہ ص۲۲)

۲۵۔ گم شدہ لڑکی یا چیز کی بازیابی کے لئے دوسرا عمل۔ اَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ وَاَصْبَحْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰهِ سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں (انوار مدینہ ص۲۲)

۲۶۔ تیسرا عمل۔ سورہ ضحیٰ (پ۳۰) سات مرتبہ پڑھیں پھر اپنے اوپر انگشتِ

شہادت پھیرتیں اور سات مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کہیں۔ اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَاَمْسَیْتُ فِیْ جَوَارِ اللّٰہِ وَاَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَاَصْبَحْتُ فِیْ جَوَارِ اللّٰہِ۔ پھر دستک دیں ہر صبح و شام کو تا واپسی مغرور یا ضائع شدہ۔ عمل میں لاویں۔ (انوار مدینہ ص۲۲)

(۲۷) عمل برائے حل مشکلات۔ یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَابَدِیْعُ۔

قضائے حاجات مہمہ کے لئے روزانہ بارہ سو مرتبہ پڑھیں اول و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ۔

اگر کسی مرض سے شفا مقصود ہو تو بالخیر کی جگہ بالشفاء پڑھیں یعنی اس طرح یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالشِّفَاءِ یَابَدِیْعُ۔

اور اگر کسی دشمن کا مقہور ہونا مقصود ہو تو بالخیر کی جگہ بِالْقَهْرِ پڑھیں

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۰)

۲۸۔ بچہ کے حفظ کے لئے ایک روٹی پر با وضو بروز جمعرات سات جگہ نیچے لکھی ہوئی آیت کو اس طرح لکھا جائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

پھر ہر روز نہار منہ اس کو ایک ٹکڑا کھلایا جائے یہ عمل سات جمعرات تک رہے

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص۱۱)

۲۹۔ نماز حاجت۔

چار رکعت نماز بہ نیت نفل بہ نیت قضاء حاجت جس وقت ممکن ہو پڑھا کریں۔ مگر بہتر ہے کہ شب جمعہ میں پڑھا کریں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَ

نَجَّیْنٰاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ
دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ بعد ختم کے سو مرتبہ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ یہ نماز بہت مفید ہے (انوار مدینہ ص۲۲)

۳۰۔ تہجد کے وقت اولاً دو رکعت نماز بہ نیت وسعت رزق پڑھیں۔ پہلی رکعت میں بعد از سورہ فاتحہ لایلاف قریش آخر تک پچیس مرتبہ اور دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ اذا جاء نصر اللہ آخر تک پچیس مرتبہ پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر کھڑے ہو کر یَا وَهَّابُ چودہ سو مرتبہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھا کریں۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں معذوری ہو تو بیٹھ کر پڑھیں اس نماز پر مداومت کریں اور مسواک کرنے میں سستی نہ کیا کریں۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک کیا کریں۔ (انوار مدینہ ص۲۲)

۳۱۔ **تکلیف نفس کے لئے۔** یَا حَمِیْدُ روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا کریں اور چودھویں رات میں کورے برتن میں سورۂ "ناس" لکھیں اور اس میں پانی بھر کر کچھ پئیں اور باقی سے وضو کریں۔ (انوار مدینہ ص۲۳)

حضرت شیخ الاسلامؒ کے بارے میں اکابر علماء و مشائخ کی شہادتیں

(۱) حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا حسین احمد صاحب بہت شریف طبیعت ہیں باوجود سیاسی اختلافات کے کوئی کلمہ خلاف حدود ان سے نہیں سنا گیا۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا "ان (مولانا مدنی) میں دو خصوصیتیں ممتاز ہیں ایک تو اضع دوسرے ہمت"

(۲) حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحبؒ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب فیض آبادی ثم المدنی آسمان علم و ہدایت کے آفتاب اور زہد و ورع میں یگانہ اور جہاد و تخلیص وطن کے ایک ممتاز شہسوار ہیں ہندوستان کے مسلمان انکی ذات گرامی پر جسقدر فخر کریں بجا ہے

(۳) حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ۔

جس دریا کا ایک پیالہ بھی ضبط کرنا مشکل ہے (حضرت مدنی) سات سمندر چڑھائے ہوئے ہیں پھر بھی ضبط موجود کیا مجال ہے ساغر چھلک جائے

(۴) حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

حضرت مدنی ہی رشد و ہدایت اور علم و فضل کے درخشاں آفتاب ہیں۔

(۵) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ

مولانا حسین احمد صاحب اس زمانے کے اولیاء اللہ کے امام ہیں

(٦) عارف باللہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ رائپوری

بھائی حضرت شیخ مدنی کا ذکر کیا پوچھتے ہو پہلے تو ہم یوں ہی سمجھتے رہے مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں میں جب ہم نے اس مرد مجاہد کو

آنکھ اٹھا کر دیکھا تو جہاں شیخ مدنی کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔

(۷) حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی

بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہی ہے مسلمانانِ عالم کا سچا رہنما جو اس الحاد کدۂ ہند میں مشعل لئے پھر رہا ہے۔ مسلمانو! اپنے اس زندہ دل انسان کی رہنمائی سے فائدہ حاصل کرو۔ زندہ باد حسین احمد مدنی رح۔

(۸) حضرت مولانا عزیر گل صاحب مد ظلہ

مدنی آقا کے پیارے، شیخ الہند محمود حسن کے سچے جانشین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح کے اوصاف کوئی کیا لکھ سکتا ہے کسی کی کیا ہمت اور کیا مجال ... درحقیقت وہ قابلِ فخر ہستی ہے۔

(۹) حضرت شیخ الفقہ والادب مولانا اعزاز علی صاحب رح

یہ خدا کا بندہ (مولانا مدنی رح) ہر آن اور ہر دم ملک و ملت اور مسلمانانِ ہند کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنا عیش و آرام وقف کئے ہوئے ہے۔

(۱۰) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مد ظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند

ان (حضرت مدنی رح) کی ہمت کے سامنے نوجوانوں کی ہمت بھی شرماتی ہے، آرام و راحت تو ان کی لغت میں آیا ہی نہیں۔

(۱۱) امیر امان اللہ خاں مرحوم سابق بادشاہ افغانستان

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ ایک نور تھے تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح اس نور کی ضیاء اور چمک ہے۔